بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واقعۂ صِفّین

اور

افسانۂ صِفّین

مرتّبہ :-

مسعود احمدؒ

جماعت المسلمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب کا نام . . . . واقعۂ صفّین اور افسانۂ صفّین
کتابت . . . . عبدالحفیظ خوشنویس
سالِ طباعت ۱۴۱۵ھ (۱۹۹۵ء)
اشاعت . . . . دوم
تعداد . . . . ایک ہزار
قیمت . . . .
مطبع . . . .

جماعت المسلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واقعۂ صفّین اور افسانۂ صفّین

تمہید

واقعۂ صفّین بھی واقعۂ جمل جیسا ایک اتفاقی حادثہ تھا۔ مورخین نے اپنی اپنی کتابوں میں جو واقعات لکھے تھے ان کو تاریخ کی حیثیت سے نہیں لکھا تھا بلکہ ان کو محض تاریخی مواد کی حیثیت سے جمع کر دیا تھا۔ لوگوں نے اس تاریخی مواد کی نہ جانچ پڑتال کی اور نہ ان کا تجزیہ کیا بلکہ ان کو من و عن صحیح مان کر مستند تاریخ کی حیثیت دے دی۔ الغرض اس طرح جھوٹے اور من گھڑت واقعات بھی تاریخ کا حصہ بن گئے۔ ایسی باتوں کو بھی صحیح واقعات کا درجہ دے دیا گیا جو محض افسانے کی کڑیاں تھیں۔ ایک معمولی سے واقعہ کو افسانہ بنا دیا گیا اور افسانہ کو حقیقت کا درجہ دے دیا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ سلف صالحین کے متعلق بے سروپا واقعات کو صحیح سمجھ لیا گیا۔ ان واقعات سے سلف صالحین کا کردار داغدار ہو گیا۔ دشمنانِ اسلام نے یہ واقعات گھڑے تھے پھر دشمنانِ اسلام ہی نے ان کو خوب اچھالا۔ بے تحقیق دشمنوں کی خبروں پر اعتماد کرنے والوں نے ان واقعات سے برّیت کا اظہار نہیں کیا بلکہ ان کو سینہ سے لگا لیا اور جب غیروں نے ان واقعات کو ان کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے معذرت خواہانہ انداز میں شرم سے سر جھکا دیا۔ کاش وہ کہتے کہ یہ ہماری تاریخ نہیں ہے۔ یہ جھوٹے واقعات ہیں جو دشمنوں نے گھڑ کر ہمارے سلف کی طرف منسوب کر دئے ہیں۔ ہمارے سلف وہ تھے جن کے اوصاف حمیدہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ ہم قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے خلاف کسی بھی واقعہ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ حیرت ہے کہ آج تک ایسی تاریخ نہیں لکھی گئی جس میں صرف صحیح سند سے ثابت شدہ واقعات درج ہوتے۔ الحمدللہ اللہ تعالٰی نے جماعت المسلمین کو یہ توفیق دی کہ اس نے صحیح تاریخ تیار کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اللہ تعالٰی کا شکر ہے کہ اس سلسلہ میں کام کا آغاز ہو چکا ہے اور صحیح تاریخ کی پہلی جلد زیر طباعت ہے۔ فللہ الحمد۔

جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے صفّین کے حالات کی تفصیل محض افسانہ نگاری کی مرہونِ منت ہے ورنہ اصل واقعہ جو صحیح روایات سے ثابت ہے بہت مختصر ہے۔ اس بات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہم نے صفّین کے حالات کے دو حصّے کر دیئے ہیں۔ جو حالات یا واقعات صحیح سند سے ثابت ہیں ان کو متن میں صفحہ کے اوپر کے حصّہ پر لکھا گیا ہے اور جو حالات یا واقعات محض افسانے کی حیثیت رکھتے ہیں ان کو ذیلی حاشیہ میں لکھا گیا ہے۔

مسعُود احمد
۲۸ صفر ۱۴۱۵ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

واقعۂ صفّین اور افسانۂ صفّین

واقعۂ صفّین

نوٹ : اس سلسلہ میں صرف چند واقعات ہیں جو آئندہ صفحات میں درج ہوں گے۔

افسانۂ صفّین

جب باغیوں نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا تو حضرت عمروبن العاصؓ مدینہ (منورہ) چھوڑ کر شام کی طرف چل دئے۔ انہوں نے فرمایا : اے اہلِ مدینہ جو شخص یہاں مقیم رہے گا اگر اس کی موجودگی میں (حضرت عثمانؓ) شہید کر دئے گئے تو اللہ ضرور اس پر ذلت مسلط کرے گا۔ جس شخص میں اتنی استطاعت نہ ہو کہ وہ ان کی مدد کر سکے تو اُسے مدینہ چھوڑ کر چلا جانا چاہئے۔ حضرت عمروؓ بن العاص کے ساتھ ان کے بیٹے عبداللہ اور محمد اور بہت سے صحابہ نے مدینہ چھوڑ دیا (طبری جز ۳ ص۵۵۸) سیف بن عمر کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمروؓ بن العاص کچھ عرصہ وادی السباع میں مقیم رہے (اور حالات کا جائزہ لیتے رہے) جب انہیں خبر ملی کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ (بلوۂ جمل میں) شہید ہو گئے تو انہیں صدمہ ہوا۔ ایک شخص نے ان سے کہا (حضرت) معاویہؓ (حضرت) علیؓ کی بیعت کرنا نہیں چاہتے اگر آپ ان کے پاس چلے جائیں (تو بہتر ہے) اس لئے کہ وہ (حضرت) عثمان کی شہادت کو بہت اہمیت دے رہے ہیں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہے ہیں (طبری جز ۳ ص۵۵۹) راوی محمد بن عمر واقدی کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ اپنے بیٹے عبداللہ کے مشورہ سے شام چلے گئے۔ اہلِ شام امیر معاویہؓ کو قصاص کے لئے آمادہ کر رہے تھے۔ حضرت عمروؓ نے اہلِ شام سے کہا : تم واقعی حق پر ہو لہذا تم قصاص کا مطالبہ کرو۔ حضرت معاویہؓ نے ان کی بات کی طرف کوئی توجہ نہیں دی تو حضرت عمرو بن العاصؓ (تنہائی میں) حضرت معاویہؓ سے ملے اور ان سے کہا : مجھے تعجب ہے میں آپ کی حمایت پر آمادہ ہوں اور آپ مجھ سے منہ پھیر رہے ہیں۔ اگر ہم آپ کے ساتھ قصاص کا مطالبہ کریں تو ہمیں اس شخص سے جنگ کرنی ہوگی جس کی سبقتِ اسلام، فضیلت اور قرابتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے آپ واقف ہیں لیکن ہم نے دنیا کو اختیار کیا ہے۔ حضرت عمروؓ کی یہ بات سن کر حضرت معاویہؓ نے ان سے صلح کر لی۔ (طبری جلد ۳ ص۵۶۰) محمد بن عمر کذاب ہے (یہ کذاب وہاں تنہائی کی ملاقات میں کیسے پہنچ گیا؟) یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ نے حضرت جریرؓ کو ایک خط دے کر امیر معاویہؓ کے پاس روانہ کیا۔ اس خط میں انہوں نے حضرت معاویہؓ کو لکھا کہ مہاجرین اور انصار نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے، تم بھی بیعت کر لو۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے امیر معاویہؓ کو مشورہ دیا کہ شام کے رؤسا کو مدد کے لئے لکھیئے اور حضرت عثمانؓ کے خون کا الزام حضرت علیؓ پر لگا کر ان سے جنگ شروع کر دیجئے۔ حضرت معاویہؓ =

= نے اس رائے پر عمل کیا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۱) راوی ابوالحسن پہچانا نہیں جاتا۔ راوی عوانہ کا حال نہیں ملتا (ان مجہول راویوں نے دونوں صحابیوں پر دنیا پرستی کا کیسا الزام لگایا ہے!) یہ روایت باطل ہے۔

(حضرت جریرؓ حضرت علیؓ کا خط لے کر حضرت معاویہؓ کے پاس پہنچے) انہی ایام میں حضرت نعمان بن بشیرؓ حضرت عثمانؓ کی وہ قمیص جس قمیص کو پہنے ہوئے وہ شہید ہوئے تھے لے کر شام پہنچے۔ حضرت نعمانؓ کے پاس حضرت عثمانؓ کی بیوی حضرت نائلہؓ کی کٹی ہوئی انگلیاں بھی تھیں جو حضرت عثمانؓ کے قاتل کی تلوار کو روکنے کی وجہ سے کٹ گئی تھیں۔ حضرت معاویہؓ نے وہ قمیص منبر پر رکھ دی اور انگلیاں لٹکا دیں۔ لوگ قمیص کو دیکھ کر زار وقطار روتے تھے۔ لوگوں نے قسمیں کھائیں کہ ہم اپنی بیویوں کے پاس نہیں جائیں گے اور نہ بستروں پر سوئیں گے جب تک حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو قتل نہ کر دیں گے اور جو شخص درمیان میں حائل ہوگا اسے بھی قتل کر دیں گے یا خود ختم ہو جائیں گے۔ وہ قمیص روزانہ منبر پر رکھی جاتی تھی۔ کبھی کبھی حضرت معاویہؓ اس قمیص کو پہن بھی لیا کرتے تھے اور اپنے گلے میں نائلہؓ کی انگلیاں ڈال لیا کرتے تھے۔ ایک سال تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ حضرت جریرؓ نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۱) سیف بن عمر کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت جریرؓ نے واپس جا کر سارا حال حضرت علیؓ سے بیان کر دیا۔ اشتر نے حضرت جریرؓ کے ساتھ گستاخی کی۔ حضرت جریرؓ قرقیسا چلے گئے اور حضرت معاویہؓ کو لکھا فوراً حضرت علیؓ پر حملہ کر دو (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۱) ابوالحسن پہچانا نہیں جاتا۔ عوانہ کا حال نہیں ملتا۔ یہ روایت باطل ہے۔

حضرت علیؓ نے صفین جانے کا ارادہ کیا اور جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ امیر معاویہؓ کو حضرت علیؓ کا ارادہ معلوم ہوا تو انہوں نے بھی جنگ کی تیاری شروع کر دی (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۲) راوی ابوبکر الھذلی کذاب ہے (کامل ابن عدی جزء ۳ صفحہ ۱۱۶۵) معاویہ بن عبدالرحمٰن مجہول ہے (میزان الاعتدال) دونوں ڈیڑھ لاکھ سپاہیوں کے ساتھ آئے (البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ صفحہ ۲۶۰) ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

ابوشیبہ کہتا ہے صفین میں ستر بدری صحابہ شریک تھے۔ امام شعبہ کہتے ہیں ابوشیبہ نے غلط کہا، صفین میں صرف حضرت خزیمہ بن ثابتؓ شریک تھے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوایوبؓ اور سہل بن حنیف شریک تھے۔ امام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ ابن بطہ نے روایت کیا ہے کہ بکیر نے کہا اہل بدر گھروں میں بیٹھے رہے (کوئی بدری صحابی شریک نہیں ہوا) (البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ صفحہ ۲۵۳) بکیر سے آگے سند نہیں ہے۔

جب حضرت علیؓ رقہ پہنچے تو انہوں نے اہل رقہ سے فرمایا: "میرے لئے یہاں دریائے فرات پر پل بنا دو تاکہ میں دریا عبور کر کے شام کی سرزمین میں داخل ہو جاؤں۔ اہلِ رقہ نے پل بنانے سے انکار کر دیا۔ حضرت علیؓ منبیج کے پل کی طرف چلے گئے اور اشتر کو وہیں چھوڑ گئے۔ اشتر نے اہل رقہ کو دھمکی دی تو انہوں نے پل بنا دیا۔ اس کے بعد حضرت علیؓ بھی رقہ لوٹ آئے اور دریا کو پار کر لیا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۳) اس روایت کی سند میں دو راوی ابومخنف اور ہشام بن محمد کذاب ہیں لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

جب حضرت علیؓ رقہ میں تھے تو ان کی ملاقات ایک راہب سے ہوئی۔ اس نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی کی لکھی ہوئی ایک کتاب حضرت علیؓ کو سنائی۔ اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق پیشین گوئی تھی۔ اس میں یہ بھی تھا کہ اس رسول کی امت میں سے ایک شخص فرات کے کنارے سے گذرے گا۔۔۔۔ جو شخص اس کو پالے اس کی مدد کرے (البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ صفحہ ۲۵۲) اس روایت کی سند میں حبہ سخت ضعیف اور غالی شیعہ ہے اور مسلم اعور متروک

= ہے (یعنی اس پر جھوٹ کی تہمت ہے) [تہذیب التہذیب] الغرض یہ روایت جعلی ہے۔

دریائے فرات کو پار کرنے کے بعد حضرت علیؓ نے زیاد بن نضر اور شریح بن ہانی کو حکم دیا کہ وہ امیر معاویہؓ کی طرف بڑھیں۔ حکم کی تعمیل میں وہ دریائے فرات کے کنارے کنارے چلتے ہوئے عانات پہنچے۔ عانات میں انہیں خبر ملی کہ حضرت امیر معاویہؓ بھی مقابلہ کے لئے بڑھ رہے ہیں۔ زیاد اور شریح نے سوچا کہ ہمارے اور حضرت علیؓ کے درمیان دریا نہیں ہونا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ دونوں ایک دوسرے سے کٹ جائیں اور امیر معاویہؓ سے مقابلہ میں شکست کھا جائیں لہٰذا انہوں نے اہل عانات سے کہلوایا کہ ہمارے لئے پل بنا دو۔ انہوں نے پل بنانے سے انکار کر دیا۔ زیاد اور شریح وہاں سے واپس ہو گئے۔ ہیت پہنچ کر انہوں نے دریا کو پار کیا اور قرقیسا کے قریب پہنچ کر حضرت علیؓ کے لشکر سے مل گئے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۴) راوی ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ نے ان دونوں کو پھر آگے روانہ کیا۔ جب یہ دونوں روم کی سرحد پر پہنچے تو سامنے سے عمرو بن سفیان شامی لشکر کا مقدمۃ الجیش لے کر آتے ہوئے نظر آئے۔ انہوں نے حضرت علیؓ کو اطلاع دی۔ حضرت علیؓ نے اشتر کو ان دونوں کی مدد کے لئے روانہ کیا اور اس کو مقدمۃ الجیش کا امیر بنا دیا۔ اشتر کو روانہ کرتے وقت حضرت علیؓ نے اس کو ہدایت کی کہ جنگ میں پہل نہ کرنا، بار بار اطاعت کی دعوت دینا۔ الغرض اشتر زیاد اور شریح سے جا ملا۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے تھے۔ عمرو بن سفیان نے حملہ کیا۔ کچھ دیر جنگ ہوئی پھر عمرو واپس لوٹ گیا۔ دوسرے روز پھر بڑی زبردست جنگ ہوئی۔ شام کو دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ لوٹ گئے۔ اشتر نے اچانک شامی لشکر پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں شامی لشکر کا ایک سوار عبداللہ بن منذر مارا گیا۔ عمرو بن سفیان پیچھے ہٹ گیا اور اشتر آگے بڑھ گیا۔ اشتر نے عمرو کو اپنے مقابلہ کی دعوت دی۔ عمرو نے انکار کر دیا۔ بہرحال لڑائی رات تک جاری رہی۔ جب رات ہوئی تو لڑائی بند ہو گئی۔ رات کو کسی وقت شامی لشکر وہاں سے چلا گیا۔ اشتر اپنے مقدمہ کو لے کر آگے بڑھ گیا اور امیر معاویہؓ کے لشکر کے قریب پہنچ گیا۔ حضرت علیؓ بھی پیچھے پیچھے وہاں پہنچ گئے اور ایک مناسب مقام پر پڑاؤ کیا۔ کچھ دیر بعد چند نوجوان پانی لینے گئے تو شامیوں نے انہیں پانی نہیں لینے دیا۔ پانی پر جنگ ہوئی اور خوب ہوئی۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے اپنے لشکر کو حملہ کا حکم دیا تو اشتر نے بھی اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیا۔ بڑی سخت جنگ ہوئی (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۴ تا صفحہ ۵۶۷) راوی ابومخنف کذاب ہے۔ تقریباً یہی مضمون البدایہ والنہایہ جلد ۷ کے صفحہ ۲۵۵ پر ہے لیکن بے سند ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت معاویہؓ نے کہا: اللہ کی قسم میں ان کو پانی نہیں لینے دوں گا وہ پیاسے مر جائیں جس طرح حضرت عثمان پیاسے مر گئے (مروج الذہب ومعادن الجواہر یعنی تاریخ مسعودی جزء ۲ صفحہ ۳۷۵) بے سند ہے۔

کافی جنگ کے بعد شامیوں نے عراقیوں کے لئے گھاٹ خالی کر دیا۔ دونوں طرف کے سقے پانی بھرتے رہے (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۸)۔ ابومخنف کذاب ہے۔ تقریباً یہی مضمون البدایہ جلد ۷ کے صفحہ ۲۵۶ پر ہے لیکن بے سند ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ نے صعصعہ بن صوحان کو قاصد بنا کر حضرت امیر معاویہؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت علیؓ نے صعصعہ کے توسط سے حضرت معاویہؓ سے کہلوایا کہ تم نے جنگ کی ابتداء کر کے غلطی کی، ہم تو بغیر حجت پوری کئے جنگ کرنا نہیں چاہتے تھے۔ دوسری غلطی تم نے یہ کی کہ ہم کو پانی لینے سے روک دیا حالانکہ لوگ پانی سے رکنے والے نہیں، پانی تو وہ حاصل کر کے رہیں گے تم اپنے لشکر سے کہہ دو کہ پانی کا راستہ چھوڑ دے ورنہ (پھر) جنگ ہو گی اور پانی وہی حاصل کر سکے گا جو غالب ہو گا (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۸ و صفحہ ۵۶۹)۔

ابومخنف کذاب ہے۔ البدایہ جلد ۷، صفحہ ۲۵۶ پر بھی تقریباً یہی مضمون ہے لیکن بے سند ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

صعصعہ کی حضرت معاویہؓ کے ساتھیوں سے تلخ کلامی ہوئی۔ انہوں نے صعصعہ کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔ امیر معاویہؓ نے کہا: صعصعہ سے کچھ نہ کہو۔ یہ قاصد ہے۔ صعصعہ نے امیر معاویہؓ سے پوچھا آپ کا کیا جواب ہے؟ امیر معاویہؓ نے کہا: میرا جواب تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ کچھ دیر بعد امیر معاویہؓ کی طرف سے متعدد سوار گھاٹ پر پہنچنا شروع ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے مقابلہ کیا اور گھاٹ پر قبضہ کر لیا۔ حضرت علیؓ نے اپنے سواروں سے فرمایا: پانی لے کر لوٹ آؤ اور پانی سے کسی کو نہ روکو۔ حضرت علیؓ کے سوار پانی لے کر لوٹ گئے۔ پھر دو دن تک دونوں لشکر خاموش پڑے رہے (تاریخ طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۹) ابومخنف راوی کذّاب ہے۔ البدایہ کی جلد ۷، صفحہ ۲۵۶ پر بھی تقریباً یہی مضمون ہے لیکن بے سند ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

سکون اور خاموشی کے ایام میں سبائی جماعت جو حضرت علیؓ کے ساتھ شریک تھی اور جس کا کوئی علیحدہ وجود نہیں تھا بڑی سرگرمی سے مصروفِ کار رہی۔ اس نے اپنی انتہائی کوشش اس بات میں صرف کر دی کہ لوگوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت و رعایت مطلق نہ پیدا ہو سکے اور عداوت و نفرت ترقی کرے (تاریخ اسلام اردو مؤلفہ اکبر شاہ نجیب آبادی حصّہ اوّل صفحہ ۴۷۰) بے سند اور بے حوالہ ہے۔

دو روز بعد حضرت علیؓ نے بشیر بن عمرو، سعید بن قیس اور شبث بن ربعی کو امیر معاویہؓ کے پاس بھیجا۔ امیر معاویہؓ نے اُن سے پوچھا: علیؓ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: وہ تمہیں تقوے اور اطاعت کا حکم دیتے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: کیا میں حضرت عثمانؓ کے خون کو رائگاں جانے دوں۔ اللہ کی قسم میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ تلخ و تند گفتگو ہوئی اور بالآخر یہ سفارت بھی ناکام واپس ہو گئی (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۶۹ و صفحہ ۵۷۰)۔ ابومخنف راوی کذّاب ہے۔ تقریباً یہی بات ابن کثیر نے لکھی ہے (البدایہ والنہایہ جزء ۷، صفحہ ۲۵۶) البدایہ کی روایت بے سند ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

درِاصل فریقین میں سے کوئی بھی جنگ کرنا نہ چاہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ برابر سال بھر آمنے سامنے بیٹھے رہے لیکن یہ صورتِ حال سبائیوں کے لئے غیر مفید تھی اسی لئے ان کی ہر ممکن کوشش یہ تھی کہ لڑائی لگی رہے (سیرۃ الاخوین اردو مؤلفہ خالد گھرجاکھی ذیلی حاشیہ صفحہ ۳۱۱) بے حوالہ اور بے سند ہے (سال بھر تک حضرت عثمانؓ کی خون آلود قمیص دکھائی جاتی رہی اور سال بھر آمنے سامنے بیٹھے رہے، جنگ نہیں ہوئی۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت اور جنگ صفین کے درمیان اتنا وقفہ نہیں تھا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت ذوالحجہ ۳۵ھ میں ہوئی (طبری جزء ۳ صفحہ ۴۴۱) اور جنگ صفین صفر ۳۷ھ میں ہوئی۔ (طبری جزء ۴ صفحہ ۱۰) بہرحال یہ ایک افسانہ ہے۔ اس میں صداقت کہاں سے آئی]۔

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی طرف سے روزانہ فوجی دستے نکلتے اور معمولی سی جھڑپ کے بعد لوٹ جاتے۔ دونوں پوری فوج کے ساتھ جنگ کو پسند نہیں کرتے تھے اس لئے کہ انہیں اس میں بڑی تباہی کا اندیشہ تھا۔ کبھی کبھی ایک دن میں دو مرتبہ جھڑپیں ہوتیں۔ ایک دن اشتر جنگ کے لئے نکلا۔ جنگ شدّت کے ساتھ جاری ہو گئی۔ امیر معاویہؓ کی طرف سے ایک بہت لمبا اور بہت موٹا آدمی میدان میں آیا۔ اس نے اپنے مقابلہ کی دعوت دی۔ اشتر نے مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ اسی طرح پورے ایک مہینہ لڑائی جاری رہی۔ اسی اثناء میں محرم کا مہینہ شروع ہوا تو دونوں لشکروں نے جنگ روکنے کی خواہش کی اور جنگ بند ہو گئی (طبری جزء ۳ صفحہ ۵۷۰ و صفحہ ۵۷۱) ابومخنف کذّاب ہے۔ ابن کثیر نے بھی بغیر سند کے تقریباً یہی بات لکھی ہے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۷، صفحہ ۲۵۶)۔ الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

جنگ روکنے کا مقصد صلح کی خواہش تھی۔ حضرت علیؓ نے حضرت عدی بن حاتمؓ، یزید بن قیس، شبث بن ربعی اور زیاد بن خصفہ کو امیر معاویہؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت عدیؓ نے ناصحانہ انداز میں تقریر کی۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: تم مبلغ اور ہادی بن کر آئے ہو۔ صلح کی غرض سے نہیں آئے۔ حضرت معاویہؓ نے ان کو دھمکی دی تو شبث اور زیاد نے کہا: ہم تو آپ کے پاس صلح کی غرض سے آئے ہیں اور آپ اس قسم کی گفتگو فرما رہے ہیں۔ ایسی بات کیجئے جس سے ہمیں بھی فائدہ ہو اور آپ کو بھی فائدہ ہو۔ امیر معاویہؓ نے کہا: کیا تم نہیں جانتے کہ قاتلین عثمانؓ تمہارے امیر کے ساتھ ہیں۔ وہ ان قاتلین کو ہمارے حوالہ کر دیں اس کے بعد ہم تمہارے امیر کی اطاعت کرنے اور اتحادِ جماعت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس کے بعد شبث نے کچھ سخت گفتگو کی۔ امیر معاویہؓ نے دھمکی دی اور یہ وفد بھی ناکامی کی حالت میں واپس ہو گیا (طبری جزء ۴ ص۲ و ص۳) ابو مخنف کذّاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

ایک موقع پر حضرت معاویہؓ نے کہا: ہم اطاعت قبول کرنے اور جماعت میں آنے کو تیار ہیں بشرطیکہ حضرت علیؓ قاتلینِ عثمانؓ کو ہمارے حوالہ کر دیں (تاریخ ابن خلدون جزء ۲ حصہ اوّل ص۱۷۱) بے سند ہے۔ یہی مضمون البدایہ والنہایہ جزء ۷ کے صفحہ ۲۵۳ پر بے سند مروی ہے۔ اسی کتاب میں یہی مضمون ص۲۵۰ پر دوہرایا گیا ہے لیکن سند میں ابو مخنف کذّاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت معاویہؓ نے کہا: وہ قاتلین عثمانؓ کو ہمارے حوالہ کر دیں، میں اہلِ شام میں سب سے پہلے بیعت کروں گا (البدایہ والنہایہ جزء ۷، ص۲۵۹) حسین بن دیزیل کا حال نہیں ملتا۔ پوری سند نقل نہیں کی گئی لہذا یہ روایت ناقابل اعتبار ہے۔

حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے پاس ایک وفد روانہ کیا۔ اس وفد میں حبیب بن مسلمہ، شرحبیل بن سمط اور معن بن یزید شامل تھے۔ حبیب نے کہا: اے علیؓ اگر تم یہ کہتے ہو کہ تم نے حضرت عثمانؓ کو قتل نہیں کیا تو قاتلین کو ہمارے حوالے کر دو اور خلافت کو لوگوں کی رائے پر چھوڑ دو۔ حضرت علیؓ کو غصہ آ گیا۔ انہوں نے فرمایا: تمہاری ماں مرے، تمہارا خلافت اور اس کی دست برداری سے کیا تعلق۔ کچھ تلخ گفتگو ہوتی رہی پھر شرحبیل نے کہا: آپ نے جو جواب دیا ہے کیا اس کے علاوہ بھی آپ کے پاس کوئی اور جواب ہے۔ حضرت علیؓ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا: اللہ عزّ وجلّ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا..... انہوں نے اللہ کے احکام لوگوں کو پہنچائے پھر اللہ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔ لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنا دیا۔ یہ دونوں حضرات نیک سیرت تھے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ دونوں ہم پر زبردستی خلیفہ بن گئے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہونے کی وجہ سے ہم اس کے مستحق تھے..... پھر حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے۔ لوگوں نے ان پر نکتہ چینی کی اور بغاوت کر کے انہیں شہید کر دیا۔ پھر لوگ میرے پاس آئے اور بیعت لینے پر اصرار کیا تو میں نے بیعت لے لی..... رہا معاویہؓ کا اختلاف تو اللہ عزّ وجلّ نے نہ انہیں دین میں سبقت عطاء فرمائی..... انہوں نے مجبوراً اسلام قبول کیا.... تم ایسے لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلِ بیت کے مقابلہ پر لائے ہو حالانکہ اہلِ بیت سے اختلاف کسی صورت میں مناسب نہیں۔ قاصدوں نے سوال کیا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ اس حالت میں شہید کئے گئے کہ وہ مظلوم تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: نہ تو میں یہ کہتا ہوں کہ وہ اس حال میں شہید کئے گئے کہ وہ مظلوم تھے اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ اس حال میں شہید کئے گئے کہ وہ ظالم تھے..... غرض یہ کہ یہ سفارت بھی ناکام ہو گئی (طبری جزء ۴ ص۴ و ۵) ابو مخنف راوی کذّاب ہے۔ ابن کثیر نے اس تقریر کا انکار کیا ہے (البدایہ والنہایہ جزء ۷، ص۲۵۸) الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

مندرجہ بالا واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ اصل جواب کو ٹال گئے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ قاتلین عثمانؓ کو حضرت معاویہؓ کے حوالہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اصل جواب کو ٹالنا سمجھ میں نہیں آتا۔ ایسا کسی سچے واقعہ میں تو نہیں ہو سکتا ہاں

حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے تھے: جس کو حور عین سے ملاقات کرنا پسند ہو اُسے چاہیئے کہ ثواب سمجھ کر دونوں صفوں کے درمیان آکر مقابلہ کرے اس لئے کہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ وہ ضرور تم پر وار کریں گے اور قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر وہ ہمیں دھکیل کر ہجر کے کھجوروں تک پہنچا دیں پھر بھی میں یہ سمجھوں گا کہ ہم حق پر ہیں اور وہ گمراہی پر (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صـ۲۸۹) ۔سندہٗ صحیح۔ ہر فریق اس غلط فہمی میں تھا کہ دوسرے نے حملہ میں پہل کی ہے لہٰذا وہ ناحق پر ہے اور ہم حق پر۔

افسانے میں ہو سکتا ہے اور یہ افسانہ ہی تو ہے۔

دس ہزار آدمیوں نے کہا ہم سب حضرت عثمانؓ کے قاتل ہیں (سیرۃ الاخوین خالد گھر جاکھی صـ۳۰۹) بے حوالہ اور بے سند ہے۔

بیس ہزار آدمیوں نے کہا ہم سب حضرت عثمانؓ کے قاتل ہیں (سیرۃ الاخوین خالد گھر جاکھی صـ۳۱۱) بے سند اور بے حوالہ ہے۔

حضرت علیؓ کے لشکر سے ایک خلق کثیر نکل کر کہنے لگی ہم نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے۔ جس کا جی چاہے ہمیں تیر مارے (البدایہ والنہایہ جزء ۷، صـ۲۵۹) ابن دیزیل کا حال نہیں ملا لہٰذا یہ روایت ناقابل اعتبار ہے۔

حضرت عمارؓ کہتے ہیں: یہ نہ کہو کہ اہل شام کافر ہو گئے۔ یہ کہو کہ انہوں نے گناہ کیا اور ظلم کیا (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صـ۲۹۰) راوی ریاح پہچانا نہیں جاتا۔

ایک شخص نے کہا: اہل شام کافر ہو گئے۔ حضرت عمارؓ نے کہا: یہ نہ کہو، ہمارے اور ان کے نبی ایک ہیں، ہمارا اور ان کا قبلہ ایک ہے۔ وہ آزمائش میں مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے حق سے روگردانی کی ہے لہٰذا ہم پر حق ہے کہ ہم ان سے لڑیں جب تک وہ حق کی طرف نہ لوٹیں (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صـ۲۹۰) راوی حسن بن حکم بہت خطا کرتا ہے اور شدت سے وہم کرتا ہے۔ اس کی خبر سے احتجاج ٹھیک نہیں (تہذیب) الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

جنگ رُکی ہوئی تھی۔ دونوں طرف کے علماء، فضلاء اور حفاظ قرآن کی ایک جماعت تھی جو دل سے خونریزی کو ناپسند کرتی تھی (سیرۃ الاخوین خالد گھر جاکھی صـ۳۱۱) بے حوالہ اور بے سند ہے۔

ماہ محرم ۳۷ھ گذر جانے کے بعد پھر جنگ شروع ہو گئی۔ پہلے روز اشتر اور حبیب بن مسلمہ کا مقابلہ ہوا۔ دونوں فوجوں کے درمیان بہت سخت مقابلہ ہوا۔ دوپہر کے وقت دونوں لشکر اپنی اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹ گئے۔

دوسرے روز ہاشم بن عتبہ اور عمرو بن سفیان ابوالاعور کا مقابلہ ہوا۔ گھمسان کی جنگ کے بعد دونوں لشکر لوٹ گئے۔

تیسرے روز حضرت عمارؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ میدان میں آئے سخت ترین جنگ ہوئی۔

چوتھے روز عبیداللہ بن عمرؓ اور محمد بن علی کا مقابلہ ہوا۔ حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے محمد کو آواز دی اور ان کو ٹھہر جانے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ خود عبیداللہ کے مقابلہ پر پہنچے۔ عبیداللہ نے مقابلہ سے انکار کر دیا۔ جنگ کے بعد پھر دونوں لشکر واپس ہو گئے۔

پانچویں روز حضرت ابن عباسؓ اور ولید بن عقبہ کا مقابلہ ہوا۔

چھٹے روز قیس انصاری اور ابن ذوالکلاع الحمیری لشکر لے کر میدان میں آئے۔ سخت مقابلہ کے بعد دونوں لشکر واپس لوٹ گئے۔

ساتویں روز اشتر اور حبیب بن مسلمہ کا پھر مقابلہ ہوا۔ شدید جنگ ہوئی لیکن کوئی غالب نہیں آیا (طبری جزء ۴ صـ۱۹) ابومخنف کذاب ہے۔ تقریباً یہی حال ابن کثیر نے بھی بیان کیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ جزء ۷، صـ۲۶۱) جابر جعفی اور ابن الکلبی کذاب ہیں۔ الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ نے میدانِ جنگ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: ان پر ضرب کاری لگاؤ۔ ان کے سروں پر شیطان سوار ہے اور اپنی دونوں کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے (تاریخ مسعودی جزء ۲ ص۳۸) بے سند ہے۔

حضرت حذیفہؓ نے اپنے بیٹوں سے کہا: حضرت علیؓ حق پر ہیں اور ان کے مخالف باطل پر ہیں (تاریخ مسعودی جزء ۲ ص۳۸۱) بے سند ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

آٹھویں روز بھی سخت ترین جنگ ہوئی لیکن کوئی غالب نہیں آیا۔ نماز کے اوقات میں لڑائی رک جاتی تھی۔ اس روز کثرت سے لوگ قتل ہوئے لیکن فتح کسی کو حاصل نہ ہوسکی (طبری جزء ۴ ص۱۰) ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

اگلے روز عبداللہ بن بدیل نے حبیب بن مسلمہ پر حملہ کیا اور شامی فوج کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ وہ پیچھے ہٹتے ہٹتے حضرت امیر معاویہؓ کے قبہ تک پہنچ گئے (طبری جزء ۴ ص۱۱) ابومخنف کذّاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

عبداللہ بن بدیل نے سخت جنگ کی۔ شامی لشکر پسپا ہونے پر مجبور ہوگیا۔ حبیب نے حضرت علیؓ کے میمنہ پر سخت حملہ کیا۔ عراقی فوج بھاگنے لگی۔ عبداللہ بن بدیل کے ہمراہ صرف دو تین سو افراد رہ گئے۔ اہلِ مدینہ بھی بھاگنے پر مجبور ہوگئے۔ شکست حضرت علیؓ تک پہنچ گئی۔ مجبوراً حضرت علیؓ کو قلب چھوڑنا پڑا۔ وہ میسرہ کی طرف چلے لیکن میسرہ جو قبیلہ مضر پر مشتمل تھا بھاگ کھڑا ہوا صرف قبیلہ ربیعہ ثابت قدم رہا۔ حضرت علیؓ کے غلام کیسان کو ایک اموی غلام نے قتل کر دیا۔ حضرت علی اموی غلام کے پاس پہنچے اور اسے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ وہ اموی غلام مرگیا (طبری جزء ۴ ص۱۲ و ۱۳) ابومخنف کذّاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ میسرہ کی جانب بڑھے تو سامنے سے اشتر کا گذر ہوا۔ حضرت علیؓ نے اشتر سے فرمایا: ان بھگوڑوں سے کہو کیا تم موت سے بھاگ رہے ہو جسے تم ہٹا نہیں سکتے۔ الغرض بھگوڑوں کی ایک جماعت اس کے پاس جمع ہوگئی۔ اشتر نے حملہ کیا۔ ہمدانی جوان آگے بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہے تھے یہاں تک کہ ان کے ایک سو اسی آدمی قتل ہوگئے جن میں گیارہ علمبردار رئیس تھے (طبری جزء ۴ ص۱۳ و ۱۴) ابومخنف کذّاب ہے۔ لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

لوگ اشتر کے پاس آ آکر جمع ہوگئے۔ وہ مخالف لشکر کو پیچھے ہٹاتے رہے۔ اشتر حملہ کرتے کرتے زیاد ابن النضر کے پاس سے گذرا جو مخالف لشکر پر حملہ کر رہا تھا۔ جب عبداللہ بن بدیل اور ان کے ساتھیوں کو میمنہ میں شکست ہوئی تو زیاد نے آگے بڑھ کر اہلِ مدینہ کا جھنڈا سنبھالا۔ زیاد لڑتا رہا یہاں تک کہ قتل ہوگیا۔ جب وہ قتل ہوگیا تو چند کے علاوہ کوئی میدان میں نہ ٹھہرا۔ کچھ دیر بعد یزید بن قیس دشمن پر حملہ کرتے ہوئے نظر آئے۔ انہوں نے اہلِ مدینہ کا جھنڈا اٹھالیا۔ یزید برابر جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ بھی قتل ہوگیا۔ اشتر نے کہا: صَبْرٌ جَمِیْلٌ (صبر جمیل کے سوا اور ہم کیا کر سکتے ہیں) (طبری جزء ۴ ص۱۴ و ۱۵) ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

اشتر کے پاس جب میمنہ کے شکست خوردہ لوگ پہنچے تو اشتر انہیں جنگ پر ابھارتا۔ ایک موقع پر اس نے بڑی ہمت افزا تقریر کی۔ اس کے بعد مخالفین پر حملہ کیا اور انہیں پیچھے ہٹا دیا۔ وہ دشمن کو پیچھے ہٹاتے ہٹاتے امیر معاویہؓ کے لشکروں تک پہنچ گیا پھر اس نے عبداللہ بن بدیل کا رخ کیا اور ان کو دشمن کے نرغے سے نکالا۔ پھر عبداللہ بن بدیل اپنے ساتھیوں کو لے کر آگے بڑھے۔ بڑھتے بڑھتے وہ امیر معاویہؓ کے قریب پہنچ گئے۔ دشمن نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور ان کو اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ صرف چند ہی لوگ زخمی ہو کر لوٹے۔ شامی سپاہی انہیں گھیرنا چاہتے تھے۔ اشتر نے ابن جمہان کو ان

لوگوں کو بچانے کے لئے بھیجا۔ ابن جمہان نے شامیوں کو پیچھے ہٹا دیا اور وہ لوگ ان کے نرغے سے نکل کر اشتر کے پاس پہنچے (طبری جزء ۴ ص ۱۵ و ۱۶) ابومخنف کذّاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

اشتر حضرت معاویہؓ کی طرف بڑھا۔ حضرت معاویہؓ بھی مقابلہ کے لئے آئے۔ بڑی سخت جنگ ہوئی۔ پھر اشتر نے ہمدانیوں کے ساتھ شامیوں پر حملہ کیا اور انہیں پیچھے ہٹا دیا یہانتک کہ وہ ان کو دھکیلتے دھکیلتے اس مقام پر پہنچ گیا جہاں پانچ صفیں حضرت معاویہؓ کے گرد اپنے آپ کو عماموں سے باندھے کھڑی تھیں۔ اشتر نے اتنا سخت حملہ کیا کہ چار صفیں تتر بتر ہو گئیں۔ پھر اس نے پانچویں صف پر حملہ کیا۔ جب اشتر اور اس کے ساتھی حضرت معاویہؓ کے قریب پہنچے تو انہوں نے گھوڑا طلب کیا اور مقابلہ کے لئے ڈٹ گئے (طبری جزء ۴ ص ۱۶ و ۱۷)۔ ابومخنف کذّاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

قبیلہ بجیلہ نے ابوشداد سے علم اٹھانے کے لئے کہا۔ ابوشداد نے کہا اگر تم مجھے یہ جھنڈا دو گے تو میں اس وقت تک دم نہیں لوں گا جب تک اس سونے کی چھتری والے کے پاس نہ پہنچ جاؤں۔ اہل قبیلہ نے کہا: آپ کا جو جی چاہے کیجئے۔ الغرض وہ صفوں کو چیرتے پھاڑتے اس چھتری والے (یعنی بقول لوگوں کے عبدالرحمن بن خالد بن ولید مخزومی) کے پاس پہنچ گئے۔ بڑی سخت جنگ ہوئی اور ابوشداد قتل ہو گئے (طبری جزء ۴ ص ۱۸) ابومخنف راوی کذّاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

پھر جندب بن زہیر مقابلہ کے لئے نکلے۔ ان کو شامی سردار نے قتل کر دیا پھر جندب کی جماعت سے عجل اور سعد بھی قتل ہو گئے پھر عقبہ بن حدید اور ان کے تین بھائی آگے بڑھے اور وہ بھی قتل ہو گئے (طبری جزء ۴ ص ۱۹) ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

شامی فوج میں سے ادھم بن محرز نے شمر ابن ذی الجوشن الضبابی کو مقابلہ کی دعوت دی۔ جب شمر مقابلہ کے لئے پہنچا تو ادھم نے اس کے چہرہ پر تلوار کا وار کیا۔ شمر نے بھی وار کیا لیکن اس کا وار خالی گیا۔ شمر واپس ہوا۔ پانی پی کر پھر نیزہ لے کر آگے بڑھا۔ اس نے ادھم پر حملہ کیا اور اسے پچھاڑ دیا اور کہا یہ تیرے وار کا بدلہ ہے (طبری جزء ۴ ص ۲۰) ابومخنف کذّاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

ایک شامی نے مقابلہ کی دعوت دی۔ عبدالرحمن ابن محرز کندی مقابلہ کے لئے نکلے۔ کچھ دیر مقابلہ ہوتا رہا آخر عبدالرحمن نے اس شامی کو قتل کر دیا (طبری جزء ۴ ص ۲۱) ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

پھر شامیوں کی طرف سے قبیلہ عک کا ایک شخص مقابلہ کی دعوت دیتا ہوا نکلا۔ قیس بن فہدان اس سے مقابلہ کے لئے نکلے۔ عکی نے قیس کو خوب مارا۔ قیس کے ساتھی قیس کو اٹھا کر لے آئے (طبری جزء ۴ ص ۲۱) ابومخنف کذّاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

قیس بن یزید عراقی لشکر سے نکل کر شامی لشکر میں جا ملا۔ شامی لشکر سے وہ دعوتِ مقابلہ دیتے ہوئے نکلا۔ اس کے مقابلہ کے لئے ابوالعرطہ بن یزید نکلا۔ وہ دونوں بھائی تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا اور بلا مقابلہ واپس ہو گئے۔ (طبری جزء ۴ ص ۲۱) ابومخنف کذّاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

ایک دن قبیلہ طے نے بڑی سخت جنگ کی (طبری جزء ۴ ص ۲۲) ابومخنف کذّاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

بنو محارب قبیلہ کا ایک شخص جس کا نام خنثر تھا بہت بہادر تھا۔ اس کے ساتھی بھاگنے لگے تو اس نے ان کو للکارا۔ ان کو جنگ پر ابھارا۔ اس کے بعد اس نے سخت جنگ کی یہانتک کہ وہ زخمی ہو گیا۔ پھر وہ ان پانچ سو اشخاص سے جا ملا جو جنگ سے علیحدہ

ہو کر دسکرہ اور بند نیجین میں مقیم ہو گئے تھے (طبری جزء ۴ ص۲۲) ابو مخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

قبیلۂ نخع نے بھی بڑی سخت جنگ کی۔ ان کے کئی آدمی قتل ہو گئے (طبری جزء ۴ ص۲۳) ابو مخنف کذاب ہے۔ لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

زیاد بن نضر کہتے ہیں جب علوی میمنہ نے شکست کھائی تو حضرت علیؓ ہمارے پاس آئے اور کہا یہ کس کے جھنڈے ہیں۔ ہم نے کہا یہ ربیعہ کے جھنڈے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: یہ اللہ کے جھنڈے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اٹھانے والوں کو محفوظ رکھے۔ حضرت علیؓ نے مجھے ایک جگہ کھڑے رہنے کا حکم دیا۔ میں وہاں جم کر کھڑا ہو گیا۔ میرے ساتھی بھی میرے پاس پہنچ گئے (طبری جزء ۴ ص۲۳) ابو مخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

شامی فوج سے ذوالکلاع نے قبیلہ ربیعہ پر جو عراقی فوج کا میسرہ تھا حملہ کیا۔ ذوالکلاع کے ساتھ عبیداللہ بن عمرؓ بھی تھے۔ انہوں نے پیدل اور سوار فوج کے ساتھ بڑا سخت حملہ کیا۔ عراقی فوج کا میسرہ پیچھے ہٹ گیا۔ اس حملہ کے بعد شامی لوٹے لیکن کچھ دور جانے کے بعد انہوں نے پلٹ کر پھر حملہ کیا۔ عراقی میسرہ کے کچھ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے، کچھ لوگ ڈٹے رہے۔ الغرض ربیعہ کا حمیر اور حضرت عبیداللہ بن عمر سے سخت مقابلہ ہوا۔ ذوالکلاع اور حضرت عبیداللہ بن عمر شہید ہو گئے (طبری جزء ۴ ص۲۴ و ۲۵) ابو مخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

ربیعہ بن لقیط کہتا ہے: ہم صفین میں تھے۔ آسمان نے ہم پر خون برسایا (البدایہ والنہایہ جزء ۷ ص۲۶۳) ربیعہ کا حال نہیں ملتا لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

حضرت عمارؓ نے فرمایا: اے لوگو ہمارے ساتھ ان لوگوں کے مقابلہ میں چلو جو حضرت عثمانؓ کے خون کے بدلہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہ مظلوم قتل کئے گئے۔۔۔۔۔ یہ لوگ اپنے متبعین کو یہ کہہ کر دھوکا دیتے ہیں کہ ان کے امام مظلوم قتل ہوئے۔ پھر حضرت عمارؓ آگے بڑھے۔ ایک جماعت بھی ان کے ساتھ تھی۔ حضرت عمارؓ بڑھتے بڑھتے حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس پہنچ گئے اور ان سے فرمایا: اے عمرو تم نے اپنے دین کو مصر کی حکومت کے بدلے بیچ ڈالا، تم پر افسوس! (طبری جزء ۴ ص۲۷) ابو مخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

حضرت عمارؓ نے حضرت عمروؓ بن العاص کے متعلق فرمایا میں نے ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین مرتبہ جنگ کی ہے اور یہ چوتھی مرتبہ ہے۔ یہ شخص نہ نیک ہے اور نہ متقی (طبری جزء ۴ ص۲۵)۔ اس روایت کی سند میں دو راوی ضعیف ہیں۔ عبید بن الصباح کو ابو حاتم نے ضعیف کہا ہے (میزان الاعتدال) امام عقیلی نے بھی ضعیف کہا ہے (لسان المیزان)۔ دوسرا راوی عطاء بن مسلم ہے۔ اس کے متعلق امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں: اس کی احادیث منکر ہوتی ہیں۔ امام ابو حاتم نے کہا: قوی نہیں۔ امام ابوداؤد نے کہا ضعیف ہے۔ امام احمد نے کہا: مضطرب الحدیث ہے (تہذیب التہذیب)۔ ابن عدی کہتے ہیں: اس کی بعض احادیث منکر ہیں (کامل ابن عدی جزء ۵ ص۲۰۰۵) الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

صفین میں دو شخص حضرت علیؓ کی حفاظت کرتے تھے۔ وہ دونوں حضرت علیؓ کے گھوڑے کے اِدھر اُدھر رہتے تھے اور انہیں حملہ کرنے سے روکتے تھے لیکن جب وہ دونوں غفلت میں ہوتے تو حضرت علیؓ حملہ کر لیا کرتے تھے (طبری جزء ۴ ص۲۸)۔ اس روایت کی سند میں بھی عطاء بن مسلم ہے جس پر جرح اوپر گذر چکی ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ کے علم بردار ہاشم بن عتبہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ متعدد بار شامیوں پر حملہ کیا۔ شامیوں نے ڈٹ کر مقابلہ

کیا. ہاشم نے پھر بہت سخت حملہ کیا اور کسی حد تک خوش کن بات دیکھی (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۰) ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

شامیوں میں سے ایک نوجوان مقابلہ کے لئے نکلا۔ وہ دو شعر پڑھ رہا تھا جن کا ترجمہ یہ ہے :۔

میں غسّان کے بادشاہ کا بیٹا ہوں — عثمانؓ کا دین میرا دین ہے
مجھے ایک دردناک خبر ملی ہے — کہ علیؓ نے ابن عفّان کو قتل کیا ہے

وہ سختی سے بار بار حملہ کرتا اور اُس وقت تک پیچھے نہ ہٹتا جب تک کسی کو تلوار نہ مار لیتا، پھر گالیاں دیتا۔ ہاشم نے کہا: اللہ سے ڈر۔ نوجوان نے کہا: میں تم سے اس لئے جنگ کر رہا ہوں کہ تمہارا امیر نماز نہیں پڑھتا اور تم بھی نماز نہیں پڑھتے۔ تمہارے خلیفہ نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا ہے اور تم نے بھی اُن کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ ہاشم نے کہا: تیرا عثمانؓ سے کیا تعلق؟ ان کو تو اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے، ان کے بیٹوں نے اور قرّاء نے قتل کیا ہے اور اُس وقت کیا ہے جب انہوں نے بدعتیں نکالیں اور کتاب (اللہ) کے حکم کی مخالفت کی۔ قاتلینِ عثمانؓ تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے زیادہ دین دار اور لوگوں کے امور میں تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے زیادہ گہری نظر رکھنے والے ہیں۔ ذرا ایک لمحہ کے لئے رُک جا۔ وہ رُک گیا۔ ہاشم نے کہا..... تو اس معاملہ کو ان لوگوں کے لئے چھوڑ دے جو اس سے (تیرے مقابلہ میں) زیادہ واقف ہیں۔ اُس نوجوان نے کہا: میرا گمان ہے کہ آپ نے مجھے اچھی نصیحت کی.... اس نوجوان نے توبہ کی اور میدانِ جنگ سے چلا گیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۰ و ۳۱) ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمارؓ دونوں صفوں کے درمیان نکلتے اور بلند آواز سے فرماتے تھے: جنّت کی طرف چلو، حوروں نے (تمہارے لئے) زینت کی ہے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صفحہ ۲۸۹) محمد بن راشد پہچانا نہیں جاتا۔ مسلم ابن اجدع کا حال نہیں ملتا۔ یہ روایت باطل ہے۔

حضرت علیؓ کا جھنڈا سیاہ تھا۔ جھنڈے کو ہاشم بن عتبہ اٹھائے ہوئے تھے۔ حضرت عمارؓ برابر تالیف کرتے رہے..... وہ کہتے جاتے تھے: اے اللہ کے بندو، صبر کرو۔ جنّت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صفحہ ۲۸۸) راوی زید بن عبدالعزیز کا حال نہیں ملتا لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمارؓ حضرت علیؓ کے علمبردار ہاشم کے پاس پہنچے اور کہا: اے ہاشم تو بھینگا بھی ہے اور بزدل بھی ہے۔ بھینگے میں کوئی بھلائی نہیں۔ وہ جنگ میں چھا نہیں سکتا۔ حضرت عمارؓ یہ باتیں کہہ ہی رہے تھے کہ اسی اثناء میں دونوں صفوں کے درمیان سے ایک شخص ظاہر ہوا۔ حضرت عمارؓ نے اُسے دیکھ کر فرمایا: اللہ کی قسم یہ ضرور اپنے امام کی مخالفت کرے گا اور اس کے لشکر کو ذلیل کرے گا۔ پھر انہوں نے ہاشم سے کہا: اے ہاشم سوار ہو۔ ہاشم سوار ہوا۔ حضرت عمارؓ آگے بڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے: اے ہاشم آگے بڑھ۔ جنّت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے۔ پھر وہ دونوں واپس نہیں آئے۔ حضرت عمارؓ اور ہاشم دونوں قتل ہو گئے۔ (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۸) (البدایہ جزء ۷، صفحہ ۲۶۹) اس روایت کی سند میں عطاء بن مسلم ہے جس پر جرح صفحہ ۱۳ پر گذر چکی ہے۔

ابن جوی سکسکی اور ابوالغادیہ فزاری نے حضرت عمارؓ پر حملہ کیا۔ ابوالغادیہ (صحابی) نے نیزہ مارا اور ابن جوی نے ان کا سر کاٹ دیا (البدایہ والنہایہ جزء ۷، صفحہ ۲۹۷) جابر جعفی کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

ابوالغادیہ کہتے ہیں میں نے مدینہ منورہ میں حضرت عمارؓ کو حضرت عثمانؓ کی برائی کرتے سنا تو میں نے حضرت عمارؓ کو قتل کرنے کا پکا ارادہ کر لیا اور انہیں صفین میں قتل کر دیا (ابن سعد جزء ۳ ص۲۶۱) یہ روایت معلول ہے کیونکہ یہ متواتر حدیث کے خلاف ہے جس میں ہے کہ حضرت عمارؓ کو باغی جماعت قتل کرے گی اور ابوالغادیہ باغی جماعت میں شامل نہیں تھے بلکہ حضرت عثمانؓ سے محبت کرنے والے تھے الغرض یہ روایت باطل ہے۔

ابوالغادیہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ ایک شخص فلاں شخص کو برا کہہ رہا ہے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم اگر کسی لڑائی میں اللہ نے مجھے تجھ پر قابو دیا (تو میں تجھے ضرور قتل کروں گا)۔ جب صفین کا بلوہ ہوا تو میں نے اُسے دیکھا وہ لوہے کی قمیص پہنے ہوئے تھا۔ میں نے اُسے قتل کر دیا۔ وہ عمارؓ تھے (مسند احمد عن ابی الغادیہ جزء ۴ ص۷۶) اس روایت کی سند میں ایک راوی ابن عون ہے جو پہچانا نہیں جاتا۔ مزید برآں یہ روایت معلول بھی ہے جیسا کہ اوپر کی روایت کے سلسلہ میں لکھا گیا ہے الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

عقبہ بن عامر، عمر بن الحارث اور شریک بن سلمہ نے حضرت عمارؓ پر حملہ کیا، وہ انہیں قتل کر دیا (طبقات ابن سعد جزء ۳ ص۲۵۹) محمد بن عمر کذاب ہے۔ یہی مضمون اسد الغابہ جزء ۴ ص۴۷ پر بھی ہے لیکن بے سند ہے الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمرو بن العاص نے (ابن) جوی سے کہا: بے شک تو نے حضرت عمارؓ کو قتل کیا ہے۔ تیرے ہاتھ کامیاب نہ ہوں۔ تو نے اپنے رب کو ناراض کیا ہے (البدایہ والنہایہ جزء ۷، ص۲۶۸) جابر جعفی کذاب ہے۔ تقریباً یہی مضمون البدایہ جزء ۷ ص۲۶۸ پر دوبارہ آیا ہے۔ اس کا راوی عمرو بن شمر رافضی، کذّاب اور وضاع ہے (میزان الاعتدال)۔ الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمارؓ اور ذوالکلاع کا مقابلہ ہوا۔ دونوں اپنے اپنے ساتھیوں کے ساتھ برسرپیکار تھے۔ خوب جنگ ہوئی۔ دونوں قتل ہو گئے (ابن سعد جزء ۳ ص۲۶۱) محمد بن عمر کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

ذوالکلاع کے بعد حضرت عمارؓ قتل ہو گئے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا: میں نہیں جانتا کہ مجھے عمارؓ یا ذوالکلاع میں سے کس کے قتل کی زیادہ خوشی ہوئی ہے۔ اگر ذوالکلاع زندہ رہتا تو وہ ہم پر غالب آ جاتے (البدایہ جزء ۷ ص۲۶۷) جابر جعفی کذّاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حنظلہ بن خویلد کہتے ہیں: امیر معاویہؓ کے پاس دو شخص آئے۔ ہر ایک یہ کہہ رہا تھا کہ حضرت عمارؓ کو میں نے قتل کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک خوشی کے ساتھ ان کے قتل کو اپنے ساتھی کے لئے تسلیم کرے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ان کو باغی گروہ قتل کریگا۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے کہا: اے عمروؓ، اپنے مجنون (بیٹے) سے ہمیں نجات کیوں نہیں دیتے۔ پھر حضرت معاویہؓ نے حضرت عبداللہ سے کہا: پھر تم ہمارے ساتھ کیوں ہو؟ حضرت عبداللہ نے کہا: میں تمہارے ساتھ تو ضرور ہوں لیکن میں لڑتا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا: اپنے والد کی اطاعت کرنا (میں اپنے والد کی اطاعت کی وجہ سے آپ کے ساتھ ہوں) (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص۲۹۱) راوی اسود بن مسعود معلوم نہیں کون شخص ہے (میزان الاعتدال)۔ دوسری روایت جو شعبہ سے منقول ہے اس میں ایک راوی مجہول ہے (تعلیقات احمد شاکر علی مسند احمد جزء ۱۰ ص۴۳) الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی کہتے ہیں جب رات ہوئی تو میں نے یہ سوچا کہ میں دشمن کے لشکر میں جاؤں اور یہ معلوم کروں کہ ان کو ہماری

عبدالرحمٰن بن ابی زیاد کہتے ہیں: صفّین سے واپسی کے بعد میں حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ کے درمیان چلا جا رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے کہا: اے اباجان، کیا آپ نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: افسوس! اے ابن سمیہ، تم کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ حضرت عمروؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا: کیا تم نے نہیں سنا یہ عبداللہ کیا کہہ رہے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: وہ یکے بعد دیگرے شگوفے چھوڑتے رہتے ہیں۔ کیا ہم نے انہیں قتل کیا ہے۔ ان کو تو انہوں نے قتل کیا ہے جو ان کو لے کر آئے تھے (مسند احمد جزء ۲ ص۱۶۱) سندہ صحیح۔

طرح حضرت عمارؓ کے قتل کا علم ہوا یا نہیں۔ جب جنگ بند ہو جایا کرتی تھی تو دونوں لشکر آپس میں ملتے تھے اور باتیں کرتے تھے۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور شامیوں کی طرف چلا۔ میں نے دیکھا کہ چار شخص میدانِ جنگ میں گھوم رہے ہیں۔ یہ چار شخص حضرت معاویہؓ، حضرت ابوالاعورؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ اور عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ تھے۔ حضرت عبداللہ ان چاروں میں سب سے بہتر تھے۔ حضرت عبداللہ نے ایک لاش کو دیکھ کر کہا: اے میرے والد، آج آپ نے اس شخص کو بھی قتل کر دیا جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے پوچھا: کیا فرمایا تھا؟ حضرت عبداللہ نے کہا: کیا آپ ہمارے ساتھ نہیں تھے جب ہم مسجد نبوی تعمیر کر رہے تھے۔ لوگ ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے اور حضرت عمارؓ دو دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے۔ حضرت عمارؓ پر غشی طاری ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے چہرے سے مٹی صاف کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا: اے سمیہ کے بیٹے، افسوس لوگ تو ایک ایک پتھر اور ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے ہیں اور تم دو دو پتھر اور دو دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے ہو اور یہ کام تم ثواب کی زیادتی کے لئے کر رہے ہو۔ افسوس تمہیں ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ یہ سن کر حضرت عمروؓ بن العاص نے اپنے گھوڑے کو موڑ لیا۔ حضرت معاویہؓ نے انہیں اپنی طرف کھینچا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا اے معاویہؓ، کیا آپ نے نہیں سنا یہ عبداللہ کیا کہہ رہے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے پوچھا وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے وہ حدیث سنائی۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: تم بوڑھے بے وقوف ہو۔ ہمیشہ حدیث بیان کرتے رہتے ہو حالانکہ (بڑھاپے کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہو گئی ہے کہ) تم اپنے پیشاب میں پھسل جاتے ہو۔ کیا ہم نے حضرت عمارؓ کو قتل کیا ہے۔ ان کو تو انہوں نے قتل کیا ہے جو انہیں لے کر آئے تھے (طبری جزء ۴ ص۲۸ و ص۲۹) (البدایہ جزء ۷ ص۲۶۹) اس روایت کی سند میں بھی وہی عطاء بن مسلم ہے جس پر جرح گذر چکی ہے۔ الغرض یہ روایت عطاء بن مسلم کی منکرات میں سے ہے۔ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت حضرت عمرو بن العاصؓ کہاں تھے؟ وہ تو ایمان ہی نہیں لائے تھے تو وہ مسجد نبوی کی تعمیر میں کیسے شریک ہو سکتے تھے۔ الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمارؓ کا قاتل حضرت معاویہؓ کے پاس آیا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا اس کو اجازت دو اور دوزخ کی بشارت دو۔ حضرت معاویہؓ نے ان کی تصدیق کی اور کہا اِن کو اُن لوگوں نے قتل کیا ہے جو ان کو لے کر آئے تھے (البدایہ جزء ۷ ص۲۶۸) شعبی سے آگے سند نہیں ہے۔

جب حضرت عمارؓ قتل ہو گئے تو حضرت عمروؓ گھبرائے ہوئے حضرت معاویہؓ کے پاس گئے۔ حضرت معاویہؓ نے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟ کہا عمارؓ قتل ہو گئے۔ حضرت معاویہؓ نے کہا تو پھر کیا ہوا؟۔ حضرت عمروؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے ان کو باغی جماعت قتل کرے گی۔ امیر معاویہؓ نے کہا: تم اپنے پیشاب میں پھسل گئے۔ ان کو تو علیؓ نے اور ان کے ساتھیوں نے قتل کیا ہے۔ وہ ان کو لے کر آئے اور ان کو ہمارے نیزوں کے درمیان ڈال دیا (مسند احمد عن عمرو بن العاصؓ جزء ۴ ص۱۹۹) راوی محمد بن عمرو کا صفین میں ہونا ثابت نہیں۔ الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمروؓ بن العاص کہتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حال میں انتقال ہوا کہ آپ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عمارؓ بن یاسر سے محبت کرتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا آپ نے صفین میں حضرت عمارؓ کو اس لئے قتل کیا (کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے)! حضرت عمروؓ بن العاص نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو، اللہ کی قسم ان کو ہم نے قتل کیا ہے (طبقات ابن سعد جزء ۳ ص۲۶۳) سند میں ایک راوی حسن ہے جو پہچانا نہیں جاتا۔ حسن نام کے

کئی راوی ہیں۔ مزید برآں اس نے ایک حکایت بیان کی ہے۔ اُس کا حضرت عمرؓو بن العاص سے سننا ثابت نہیں ہے۔
کتنی لغو روایت ہے!

ابوجعفر کہتا ہے: حضرت علیؓ کے پاس جب کوئی قیدی لایا جاتا تو آپ اُس سے اس کی سواری اور اس کے ہتھیار لے لیتے اور اس سے عہد لیتے کہ وہ آئندہ مقابلہ پر نہیں آئے گا پھر اُسے چھوڑ دیتے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۲ صـ۴۲۲) ابو جعفر پہچانا نہیں جاتا۔ مزید برآں اُس کا صفین میں شریک ہونا ثابت نہیں۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

ابوفاختہ کہتا ہے: میرے پڑوسی نے مجھے خبر دی کہ میں صفین کے دن ایک قیدی کو لے کر حضرت علیؓ کے پاس گیا۔ انہوں نے اُس سے فرمایا: میں تمہیں باندھ کر ہرگز قتل نہیں کروں گا۔ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۲ صـ۴۲۲) ایک راوی مجہول ہے، اس کا نام نہیں لیا گیا۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ جب حضرت عمارؓ شہید ہوگئے تو حضرت علیؓ نے ربیعہ اور ہمدان قبیلوں کو پکارا اور فرمایا تم میری زرہ اور میرا نیزہ ہو۔ یہ سنتے ہی تقریباً بارہ ہزار آدمی حضرت علیؓ کے پاس جمع ہوگئے۔ حضرت علیؓ اور ان کے لشکر نے یکبارگی سخت حملہ کیا اور شامی لشکر کی تمام صفوں کو درہم برہم کر دیا۔ یہ لوگ جس شخص کے پاس بھی پہنچتے اُسے قتل کر دیتے یہاں تک کہ لڑتے لڑتے یہ لوگ حضرت معاویہؓ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کو پکارا اور کہا: اے معاویہؓ، تم کیوں لوگوں کو بلا وجہ قتل کرا رہے ہو۔ یہاں آؤ میں تمہارے لئے اللہ سے فیصلہ کرا لوں۔ ہم میں سے جو شخص بھی اپنے مخالف کو قتل کر دے وہی تمام امور کا مالک ہوگا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا: یہ انصاف کی بات کہہ رہے ہیں (مقابلہ پر جائیے)۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: تم نے انصاف کی بات نہیں کہی۔ تم جانتے ہو کہ جو شخص بھی ان کے مقابلہ پر جائے گا وہ اُسے قتل کر دیں گے۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا: اب آپ کے لئے مقابلہ کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: تم میرے بعد کسی لالچ میں مبتلا ہو (طبری جزء ۴ صـ۲۹) ابوجعفر سے آگے کوئی سند نہیں۔ مزید برآں یہ حکایت مجہول کے صیغہ سے بیان کی گئی لہٰذا بالکل لغو اور جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ نے پانچ سو سے زیادہ آدمیوں کو قتل کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا "لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ" (کوئی تلوار نہیں سوائے ذوالفقار کے اور کوئی جوان نہیں سوائے علی کے) [البدایہ والنہایہ جزء ۷ صـ۲۶۳] جابر جعفی کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ کا شامی فوج کے ایک دستہ کے پاس سے گذر ہوا جس میں ولید بن عقبہ بھی تھا۔ ولید حضرت علیؓ کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔ حضرت علیؓ سے جب یہ بات بیان کی گئی تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ان پر حملہ کرو، سکون اور وقار کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ اللہ کی قسم ان کے قائد ایامِ جاہلیت کے زیادہ قریب ہیں یعنی معاویہؓ، ابن نابغہ، ابوالاعور اور ابن ابی معیط ...... میں انہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور وہ مجھے بت پوجنے کی دعوت دے رہے ہیں ..... اے اللہ ان کی جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے ...... ان کی خطاؤں کے بدلہ ان کو ہلاک کر دے (طبری جزء ۴ صـ۳۱)۔ ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ کا کچھ شامی علمبرداروں کے پاس سے گذر ہوا جو ذرا بھی پیچھے نہیں ہٹتے تھے۔ حضرت علیؓ نے اپنے ساتھیوں کو ابھارا اور اپنے بیٹے محمد کی سرکردگی میں اُن پر حملہ کر دیا۔ سخت جنگ ہوئی۔ شامی فوج کے کئی آدمی مارے گئے (طبری جزء ۴

ص۲۲) ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عمرؓ کے صاحبزادے حضرت عبیداللہ بھی شریک جنگ تھے۔ ان کو حریث بن عامر نے قتل کیا۔ بعض کہتے ہیں انہیں اشتر نخعی نے قتل کیا۔ کسی نے کہا ہے کہ انہیں حضرت علیؓ نے قتل کیا (کیا کہا جائے سب کچھ غیر یقینی۔ قیاس آرائی کے سوا اور کیا ہے) (تاریخ مسعودی جزء ۲ ص۳۸۵) بے سند ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ پر حملہ کیا۔ حضرت علیؓ نے انہیں نیزہ مار کر لٹا دیا۔ ان کی شرمگاہ کھل گئی۔ انہوں نے حضرت علیؓ کو اپنی قرابت یاد دلائی۔ حضرت علیؓ نے انہیں چھوڑ دیا (البدایہ والنہایہ جزء ۷ ص۲۶۳) بے سند ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ کے حملہ کے موقع پر حضرت عمروؓ بن العاص نے اپنا ستر کھول دیا (تاریخ مسعودی جزء ۲ ص۳۸۷) بے سند ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

نوٹ :۔ البدایہ والنہایہ میں ہے کہ حضرت عمروؓ بن العاص کا ستر کھل گیا۔ مروج الذہب (تاریخ مسعودی) میں ہے کہ حضرت عمروؓ بن العاص نے ستر کھول دیا۔ معلوم نہیں کونسی بات درست ہے۔ دونوں بے سند ہیں۔

کوکب شادانی نے تاریخ مسعودی کے متعلقہ عربی الفاظ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے :۔

"وہ گھوڑے سے کودا، نیزہ اور تلوار پھینک کر کپڑے تک اتار دئے اور مادر زاد برہنہ ہو کر کھڑا ہو گیا" (ترجمہ اردو تاریخ مسعودی حصہ دوم ص۳۲۶)۔ یہ بالکل لغو اور جھوٹ ہے۔

عربی میں یہ مضمون نہیں ہے۔ مؤرخین نے کیا کسر چھوڑی تھی کہ مترجم نے ترجمہ میں الفاظ بڑھا کر واقعہ کی شکل مزید بگاڑ دی۔ ایسی صورت میں قارئین غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں تو آخر کیا کریں۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے وردان سے کہا: اگر تو پیچھے ہٹے گا تو ذبح کر دیا جائے گا۔ اب اگر تو پیچھے ہٹا تو میں تیری گردن کاٹ دوں گا۔ جا اور اشتر کو قید کر کے لا۔ وردان حضرت عمروؓ بن العاص کے پیروں میں گر پڑا۔ اس نے کہا اے ابوعبداللہ اللہ کی قسم تم مجھے موت کے حوض میں پہنچانا چاہتے ہو۔ اچھا آپ میرے کندھے پر ہاتھ رکھے رہیئے۔ پھر وردان آگے بڑھا اور بار بار پیچھے مڑ کر حضرت عمروؓ بن العاص کو دیکھتا رہا اور کہتا رہا آپ تو مجھے موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے ہیں (طبری جزء ۴ ص۳۳ و ص۳۴)۔ پھر کیا ہوا تاریخ خاموش ہے۔

اس واقعہ کی سند میں ایک راوی سلیمان ہے۔ اس نام کے متعدد راوی ہیں جن میں سے بعض کذاب بھی ہیں۔ سند میں راویہ جویریہ بھی ہے جس کا حال نہیں ملتا۔ الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

ایک دن لڑائی مغرب کے بعد بھی جاری رہی۔ لوگوں نے اشارے سے نماز ادا کی۔ لڑائی ساری رات جاری رہی۔ لوگ ہر طرف لڑائی میں مشغول رہے۔ حضرت علیؓ رات بھر ہر دستے کو ابھارتے رہے۔ اشتر نے اپنے دستہ کے ساتھ شامیوں پر بڑا زبردست حملہ کیا یہاں تک کہ وہ اپنے لشکر گاہ تک پیچھے ہٹ گئے۔ شامی علمبردار قتل ہو گیا۔ اس رات کو لیلۃ الہریر (نفرت کی رات یا ہتھیاروں کے جھنکار کی رات یا بھونکنے کی رات) کہتے ہیں۔ (طبری جزء ۴ ص۲۳) ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

جب حضرت عمروؓ بن العاص نے دیکھا کہ عراقی غالب آتے جا رہے ہیں تو انہوں نے حضرت معاویہؓ کو یہ رائے دی کہ ہم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا تھا: جب تم رات کو بستر پر آؤ تو ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھ لیا کرو، یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں: میں نے جب سے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی میں نے کبھی یہ وظیفہ نہیں چھوڑا۔ کسی نے ان سے پوچھا: صفین کی رات کو بھی نہیں چھوڑا۔ فرمایا: نہیں صفین کی رات کو بھی نہیں چھوڑا (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب التسبیح اول النہار وعند النوم جزء ۲ ص۳۸۴)

قرآن مجید کو اٹھالیں اور اُس کے فیصلہ پر راضی ہو جائیں۔ الغرض شامیوں نے قرآن مجید کے نسخے نیزوں پر اٹھالئے عراقیوں نے جب اس منظر کو دیکھا تو کہا: ہم اللہ عزوجل کی کتاب (کے فیصلہ) کو قبول کرتے ہیں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہیں (طبری جزء ۴ ص۳۴) ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

جب جنگ تیز ہو گئی اور اہل شام قتل ہونے لگے تو حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت معاویہؓ سے کہا: حضرت علیؓ کے پاس قرآن مجید بھیج دو اور انہیں دعوت دو کہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرلیں۔ وہ ہرگز اس بات سے انکار نہیں کرسکتے۔ (حضرت معاویہؓ نے ایسا ہی کیا) حضرت علیؓ راضی ہو گئے (مسند احمد فی مسند سہل بن حنیف جزء ۳ ص۴۸۵)۔ ابو وائل راوی کی صفین میں شرکت ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ روایت ثابت نہیں۔

صہیب الفقعصی کہتے ہیں کہ ان کے چچا نے کہا: صفین کے دن ہمارے خیموں کی میخیں مقتولین تھے۔ بدبو کی وجہ سے ہم کھانا نہیں کھا سکتے تھے۔ ایک شخص نے کہا: اہل شام کافر ہو گئے۔ چچا نے کہا (نہیں) کفر سے تو وہ بھاگے ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص۲۹۲) صہیب اور ان کے چچا دونوں مجہول ہیں۔

حکم بن سعد کہتے ہیں: ہم (دونوں فریقوں) نے نیزوں کا راستہ بنایا اگر کوئی انسان ان نیزوں پر چلنا چاہتا تو چل سکتا تھا (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص۲۹۲) حکم بن سعد کا حال نہیں ملتا لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

جب قرآن مجید کے نسخے نیزوں پر اٹھائے گئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا: جنگ پر قائم رہو اس لئے کہ معاویہؓ، عمروؓ بن العاص، ابن ابی معیط (وغیرہ) نہ دیندار ہیں اور نہ قرآن (مجید) والے ..... وہ یہ تک نہیں جانتے کہ قرآن (مجید) میں کیا لکھا ہے، انہوں نے تمہیں دھوکا دینے کے لئے قرآن مجید کو اٹھایا ہے (طبری جزء ۴ ص۳۴) ابومخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

مسعر بن فدکی اور زید بن حصین نے جو بعد میں خارجی ہو گئے تھے کہا: کتاب اللہ کی دعوت کو قبول کرو.... ورنہ ہم تمہارے ساتھ بھی وہی کریں گے جو ابن عفان کے ساتھ کیا ہے..... حضرت علیؓ نے فرمایا: اگر تم میری اطاعت کرتے ہو تو جنگ جاری رکھو اور اگر تم میری نافرمانی کرتے ہو تو پھر جو تم چاہو کرو..... ان لوگوں نے کہا: آپ اشتر کو فوراً میدان جنگ سے بلالیں ورنہ ہم آپ کو قتل کردیں گے (طبری جزء ۴ ص۳۵) ابومخنف کذاب ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ نے اشتر کو بلالیا۔ اشتر نے لوگوں سے کہا: تمہیں دھوکا دیا گیا ہے اور تم دھوکے میں مبتلا ہو گئے ہو..... تم دور ہو جاؤ جس طرح ظالم قوم دور ہو گئی۔ لوگوں نے اشتر کو برا بھلا کہا اور اشتر نے ان کو برا بھلا کہا۔ انہوں نے اشتر کے گھوڑے کے منہ پر کوڑے مارے، اشتر نے ان کے گھوڑوں کے مونہوں پر کوڑے مارے۔ حضرت علی نے بلند آواز سے فرمایا: رک جاؤ۔ لوگوں نے کہا: ہم نے قرآن (مجید) کو اپنے اور ان کے درمیان حَکم بنانا قبول کرلیا ہے۔ (طبری جزء ۴ ص۳۵ و ص۳۶) ابومخنف کذاب ہے۔ یہ روایت باطل ہے۔

اشتر نے کہا: معاویہؓ، ابن العاصؓ، ابی معیط، حبیب بن مسلمہ، ابن النابغہ نہ دین والے ہیں اور نہ قرآن (مجید) والے (انہوں نے تمہیں دھوکا دیا ہے) [مروج الذہب تاریخ مسعودی جزء ۲ ص۳۹۱] بے سند ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

جنگ رک گئی اگرچہ اشتر اور دوسرے سبائی جنگ بند کرنے کے حق میں نہیں تھے (سیرۃ الاخوین خالد گھرجاکھی ص۳۱۳) بے حوالہ اور بے سند ہے لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

دونوں طرف کے کل ۷۰ ہزار آدمی قتل ہوئے (البدایہ جزء ۷ ص۲۷۴ و تاریخ مسعودی جزء ۲ ص۳۹۴) بے سند ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں سند ہے لیکن سند میں ہشام ہے جو پہچانا نہیں جاتا۔ اگر وہ ہشام کلبی ہے تو وہ کذاب ہے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص۲۹۵)۔

ابن معین کہتے ہیں کل ایک لاکھ دس ہزار آدمی قتل ہوئے (تاریخ مسعودی جزء ۲ ص۲۹۳) ابن معین سے آگے سند نہیں ہے۔

ایک قبر میں پچاس آدمی دفن ہوئے (البدایہ جزء ۷ ص۲۷۴) بے سند ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: ہمارے اور ان کے مقتولین جنت میں ہوں گے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص۳۰۳) یزید نے حضرت علیؓ سے نہیں سنا لہٰذا یہ روایت باطل ہے۔

حضرت علیؓ کی طرف سے اشعث حضرت معاویہؓ کے پاس گئے اور اُن سے پوچھا آپ نے قرآن (مجید) کے نسخے کس لئے اٹھوائے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: اس لئے اٹھوائے کہ ہم اور تم دونوں اس کے احکامات پر عمل کریں۔ تم اپنے میں سے ایک شخص کو جس سے تم راضی ہو متعین کر دو اور ہم بھی اپنے میں سے ایک شخص کو متعین کر دیں۔ اُن دونوں پر لازم ہوگا کہ وہ کتاب اللہ کے مطابق عمل پیرا ہوں، پھر جس بات پر وہ دونوں متفق ہو جائیں ہم اس کی پیروی کریں۔ اشعث نے یہ خبر حضرت علیؓ کو پہنچائی۔ حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے کہا: ہم اس بات پر راضی ہیں، ہم نے اسے قبول کیا۔ (طبری جزء ۴ ص۳۶)۔ ابو مخنف کذاب ہے۔

شامیوں نے اپنی طرف سے حضرت عمرو بن العاصؓ کو حَکَم بنایا۔ عراقیوں نے حضرت ابو موسیٰؓ کو حکم بنانے پر اصرار کیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابن عباس اور بعد میں اشتر کو حکم بنانے پر زور دیا لیکن عراقیوں نے دونوں کو مسترد کر دیا۔ انہوں نے کہا ہم تو صرف ابو موسیٰؓ کے حکم بنانے پر راضی ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اچھا تو جو تمہارا جی چاہے کرو (طبری جزء ۴ ص۳۶ و ص۳۷) ابو مخنف کذاب ہے۔

حضرت علیؓ نے جب اشتر کا نام لیا تو اشعث نے برافروختہ ہو کر کہا کہ جنگ کی آگ اشتر ہی نے تو بھڑکائی ہے (سیرۃ الاخوین خالد گھرجاکھی ص۳۱۳) بے حوالہ اور بے سند ہے۔

حضرت علیؓ اپنا ہونٹ کاٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے، اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا کہ واقعہ اس طرح رونما ہوگا تو میں نہیں نکلتا: اے ابو موسیٰؓ، جاؤ اور فیصلہ کرو اگرچہ میری گردن جھک جائے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص۲۹۳) ایک راوی مجہول ہے، اس کا نام نہیں لیا گیا۔

خط کشیدہ الفاظ ایک اور روایت میں بھی وارد ہوئے ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ ص۲۹۳) آخری راوی ابو صالح کا صفین میں شریک ہونا ثابت نہیں۔

ابو جعفر کہتے ہیں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے مابین جو معاہدہ ہوا وہ ۱۳ صفر ۳۷ھ کو لکھا گیا۔ اس میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں چار چار سو ساتھیوں کے ساتھ ماہِ رمضان میں حکمین کے فیصلہ سنانے کی جگہ (یعنی) دومۃ الجندل میں جمع ہوں گے (طبری جزء ۴ ص۴۰) نہ ابو جعفر تک سند ہے اور نہ ابو جعفر سے اوپر سند ہے۔

دونوں حکم جمع ہوئے۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت ابو موسیٰؓ سے کہا: کیا آپ ایسے شخص کا نام بتا سکتے ہیں جسے اس

امت کی خلافت سونپی جائے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا: میں عبداللہ بن عمرؓ کا نام پیش کرتا ہوں۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا: میں معاویہؓ کا نام پیش کرتا ہوں۔ کچھ دیر کے بعد یہ مجلس برخاست ہوگئی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا اور باہر نکل آئے۔ باہر نکل کر انہوں نے ایک دوسرے کے متعلق بری مثالیں بیان کیں (طبری جزء ۴ صفحہ ۴۲) اس روایت کی سند میں سلیمان بن یونس بن یزید ہے اس کا حال نہیں ملتا۔ مزید برآں زہری اسے صعصعہ سے روایت کرتے ہیں حالانکہ زہری کا صعصعہ سے سننا ثابت نہیں لہٰذا یہ روایت لغو ولایعنی اور جھوٹی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: بے شک بنی اسرائیل نے اختلاف کیا۔ ان کا اختلاف برابر جاری رہا یہانتک کہ انہوں نے دو حَکَم مقرر کئے۔ وہ دونوں حکم خود بھی گمراہ ہوئے اور انہوں نے ان لوگوں کو بھی گمراہ کیا جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ امت بھی برابر اختلاف میں مبتلا رہے گی یہانتک کہ وہ اُمّت کے لوگ دو حکم مقرر کریں گے۔ وہ دونوں حکم خود بھی گمراہ ہوں گے اور اپنی پیروی کرنے والوں کو بھی گمراہ کریں گے (البدایہ والنہایہ جزء ۶ صفحہ ۲۱۶)۔ ابن کثیر کہتے ہیں: یہ حدیث بہت منکر ہے۔ اس کی آفت زکریا بن یحییٰ ہے (یعنی اس کو زکریا بن یحییٰ نے جو اس حدیث کا ایک راوی ہے گھڑا ہے) یحییٰ بن معین کہتے ہیں: یہ کچھ نہیں۔ وہ دونوں حَکَم تو بہترین صحابہ میں سے تھے..... وہ تو اس لئے مقرر کئے گئے تھے کہ لوگوں کے درمیان صلح کرائیں۔ وہ دونوں تو ایسی بات پر متفق ہوئے جس میں مسلمین کے لئے آسانی تھی، خونریزی کو روکنا تھا اور ایسا ہی ہوا۔ ان دونوں کی وجہ سے کوئی گمراہ نہیں ہوا سوائے خوارج کے (البدایہ جزء ۶ صفحہ ۲۱۶) ابن کثیر کہتے ہیں یہ حدیث منکر ہے اور اس کو مرفوع بیان کرنا من گھڑت ہے (البدایہ والنہایہ جزء ، صفحہ ۲۸۴)۔

دونوں حَکَم دومۃ الجندل میں جمع ہوئے۔ دونوں نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے معاملہ پر غور کیا لیکن کسی بات پر ان کا اتفاق نہ ہوسکا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت معاویہؓ کا نام پیش کیا۔ حضرت ابو موسیٰ نے انکار کر دیا۔ پھر عمروؓ بن العاص نے اپنے بیٹے عبداللہ کا نام پیش کیا۔ حضرت ابو موسیٰ نے انکار کر دیا۔ حضرت ابو موسیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا نام پیش کیا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے انکار کر دیا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت ابو موسیٰؓ سے پوچھا: آخر آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت ابو موسیٰ نے کہا: میری رائے تو یہ ہے کہ ہم ان دونوں کو معزول کر دیں اور خلافت کے معاملہ کو مسلمین کے مشورہ پر چھوڑ دیں۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا: صحیح رائے تو یہی ہے جو آپ نے دی ہے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے اعلان کیا: (اے لوگو) ہم ایک بات پر متفق ہو گئے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے اعلان کیا: ابو موسیٰ سچ کہہ رہے ہیں۔ پھر حضرت ابو موسیٰؓ نے اعلان کیا: ہم نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ ہم علیؓ اور معاویہؓ دونوں کو معزول کر دیں اور خلافت کے معاملہ کو امت کے لئے چھوڑ دیں، وہ جسے چاہیں خلیفہ منتخب کرلیں لہٰذا میں علیؓ اور معاویہ دونوں کو معزول کرتا ہوں۔ ان کے بعد حضرت عمروؓ بن العاص نے اعلان کیا: ابو موسیٰؓ نے اپنے ساتھی کو معزول کر دیا میں بھی انہیں معزول کرتا ہوں لیکن میں اپنے ساتھی کو برقرار رکھتا ہوں کیونکہ وہ حضرت عثمانؓ کے وارث ہیں اور ان کے قصاص کے طلب گار ہیں اور لوگوں میں سب سے زیادہ اس کے حقدار بھی ہیں۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا: اے عمروؓ تمہیں کیا ہوگیا۔ اللہ تمہیں نیک کام کی توفیق دے۔ تم نے غدّاری کی اور دھوکا دیا۔ تمہاری مثال اس کتے کی ہے جس پر اگر کچھ لادا جائے تب بھی ہانپے اور اگر اس کو چھوڑ دیا جائے (کچھ نہ لادا جائے) تب بھی ہانپے۔ حضرت عمروؓ نے کہا: تمہاری مثال اس گدھے جیسی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ یہ دیکھ کر حضرت شریحؓ نے حضرت عمروؓ کو کوڑے مارے۔ حضرت عمروؓ کے لڑکے نے حضرت

شریح کو کوڑے مارے۔ اس کے بعد لوگ کھڑے ہو کر چل دئے (نتیجہ کچھ نہیں نکلا)۔ شامی حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے اور انہیں خلافت سونپ دی اور حضرت ابن عباسؓ حضرت علیؓ کے پاس چلے گئے (طبری جزء ۴ صفحہ ۵۱)۔ ابومخنف کذاب ہے اور یہ اُسی کی داستان سرائی ہے۔ صحابیوں پر کیسے کیسے بہتان اس شخص نے لگائے ہیں! الامان الحفیظ!!۔ الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

دونوں نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے خلع پر اتفاق کیا اور فیصلہ کے لئے مجلس شوریٰ کی طرف رجوع کرنے کا اعلان کیا (تاریخ مسعودی جزء ۲ صفحہ ۲۹۹) بے سند ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: اے لوگو، معاویہؓ کی امارت کو ناپسند نہ کرنا۔ اللہ کی قسم اگر تم نے انہیں کھو دیا تو تم دیکھنا کہ سر اندرائن کی طرح گردنوں سے علیحدہ ہو جائیں گے (مصنف ابن ابی شیبہ جزء ۱۵ صفحہ ۲۹۴) حارث کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

واقعۂ صفّین

(صحیح روایات کی روشنی میں)

صحیح روایات سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان کچھ اختلاف ہوا۔ حضرت علیؓ کے ساتھ حضرت عمارؓ اور وہ باغی فرقہ تھا جس نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا۔ حضرت معاویہؓ کے ساتھ حضرت عمروؓ بن العاص اور ان کے صاحبزادے عبداللہ تھے۔ ایک رات کو ایسا ہوا کہ اُس باغی فرقہ نے ہنگامہ برپا کر دیا اور حضرت عمارؓ کو شہید کر دیا۔

واقعۂ صفّین کا تجزیہ

صحیح مسلم کی روایت جس میں حضرت علیؓ کے بستر پر آنے کے بعد وظیفہ پڑھنے کا ذکر ہے سے ثابت ہوتا ہے کہ صفّین کا واقعہ صرف ایک رات کا واقعہ تھا اور وہ واقعہ بھی اتنا شدید نہیں تھا کہ بستر پر آ کر لیٹنے کا موقع نہ مل سکے۔ حضرت علیؓ بستر پر آئے اور اپنا وظیفہ پڑھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے گڑبڑ ہوئی اور پھر حالات سکون پر آ گئے اور سونے والے اطمینان سے سو گئے۔

اس واقعہ میں حضرت عمارؓ شہید ہو گئے۔ ان کو شہید کرنے والا باغی فرقہ تھا۔ حضرت عمارؓ اور باغی فرقہ ایک ہی جماعت میں تھے اس کے باوجود باغی فرقہ نے حضرت عمارؓ کو قتل کر دیا۔ باغی فرقہ کا اپنے ہی آدمی کو قتل کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ باغی فرقہ دونوں طرف کے لوگوں کو قتل کر رہا تھا یعنی وہ کوئی باقاعدہ جنگ نہیں تھی بلکہ ایک بلوہ تھا جو کسی مصلحت سے باغی فرقہ نے برپا کیا تھا۔

افسانۂ صفّین

(جھوٹی اور غیر مستند روایات کی روشنی میں)

حضرت عثمانؓ قتل کر دئے گئے۔ حضرت معاویہؓ نے ان کے قصاص کا مطالبہ کیا۔ حضرت عمروؓ بن العاص بھی حضرت معاویہؓ سے ملے اور حضرت علیؓ کے خلاف مشترکہ محاذ قائم کر لیا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے مشترکہ محاذ کے سلسلے میں کہا: ہم نے دنیا کو اختیار کر لیا ہے۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت معاویہؓ کو مشورہ دیا کہ حضرت عثمانؓ کے خون کا الزام حضرت علیؓ پر لگا کر جنگ شروع کر دی جائے۔ حضرت معاویہؓ نے ان کی رائے پر عمل کیا۔

حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کی خون آلود قمیص منبر پر رکھ دی اور حضرت عثمانؓ کی بیوی نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں لٹکا دیں۔ لوگ زار و قطار رونے لگے۔ لوگوں نے عہد کیا کہ وہ ضرور حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو قتل کر کے رہیں گے۔

حضرت علیؓ نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اور صفین روانہ ہو گئے۔ حضرت معاویہؓ بھی مقابلہ کے لئے بڑھے۔ حضرت علیؓ نے ہدایت کی کہ جنگ میں پہل نہ کرنا۔ حضرت معاویہؓ کے فوجی دستے نے حضرت علیؓ کے ساتھیوں کو گھاٹ سے پانی لینے سے روک دیا۔ طرفین میں سخت جنگ ہوئی بالآخر حضرت معاویہؓ کے ساتھیوں نے عراقیوں کے لئے گھاٹ خالی کر دیا۔ دونوں طرف کے سقے پانی بھرتے رہے۔

سکون اور خاموشی کے ساتھ دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔ سبائی جماعت جس نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا بڑی سرگرمی سے اس بات کی کوشش کرتی رہی کہ صلح نہ ہونے پائے۔ سبائی جماعت کا کوئی علیحدہ وجود نہیں تھا۔ وہ حضرت علیؓ کی فوج میں شامل تھے۔ ان کے علاوہ فریقین میں سے کوئی جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا یہی وجہ ہے کہ وہ سال بھر آمنے سامنے پڑے رہے اور کسی نے جنگ نہیں کی۔

پھر جب لڑائی شروع ہوئی تو عجیب انداز سے شروع ہوئی۔ روزانہ فوجی دستے نکلتے اور معمولی لڑائی کے بعد لوٹ جاتے تھے پھر دن بھر کوئی لڑائی نہیں ہوتی تھی۔ اسی طرح مہینہ بھر تک لڑائی ہوتی رہی۔ محرم کا مہینہ آیا تو پھر لڑائی بند ہو گئی۔ مصالحت کی خواہش کے باوجود مصالحت نہیں ہو سکی۔ محرم کے بعد پھر لڑائی شروع ہو گئی۔ لڑائی دن بھر جاری رہی۔ پھر رات کو بھی جاری رہی۔ اس رات کو لیلۃ الہریر کہتے ہیں۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے رائے دی کہ اس طرح تو بے شمار مسلمین قتل ہو جائیں گے۔ حضرت علیؓ کو قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کی دعوت دی جائے۔ حضرت معاویہؓ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ قرآن مجید نیزوں پر بلند کیا گیا۔ لڑائی رک گئی اگرچہ سبائی اس کے حق میں نہیں تھے۔

فیصلہ کے لئے دو حَکَم مقرر کئے گئے۔ ایک حضرت علیؓ کی طرف سے اور ایک حضرت معاویہؓ کی طرف سے۔ دونوں نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی معزولی پر اتفاق کیا اور حتمی فیصلہ کے لئے مجلس شوریٰ کی طرف رجوع کرنے کا اعلان کیا۔

افسانۂ صفین کا جائزہ

حضرت عمروؓ بن العاص | حضرت عمروؓ بن العاص کی طرف مندرجہ ذیل باتیں منسوب کی گئیں:-

(۱) حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت معاویہؓ سے کہا: "ہم نے دنیا کو اختیار کر لیا ہے۔"
(۲) حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا: "حضرت علیؓ پر حضرت عثمانؓ کے خون کا الزام لگا کر جنگ شروع کر دی جائے۔"
(۳) حضرت عمروؓ بن العاص نے مصر کی امارت کی خاطر اپنے دین کو بیچ ڈالا۔
(۴) حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا: "اللہ کی قسم ہم نے حضرت عمارؓ کو قتل کیا ہے۔"
(۵) حضرت عمروؓ بن العاص نے کپڑے اتار دیئے اور مادر زاد برہنہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔
مسلمین کے ایک بڑے جرنل کے متعلق کتنا قبیح نقشہ کھینچا گیا ہے۔
(۶) حضرت علیؓ نے اور اشتر نے کہا: عمروؓ بن العاص نہ دین والے ہیں اور نہ قرآن والے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو انہیں مؤمن فرمائیں (جیسا کہ آگے آ رہا ہے) اور دشمن انہیں بے ایمان قرار دیں۔ دشمنانِ اسلام نے خود ایک بات گھڑی اور اسے حضرت علیؓ کی طرف منسوب کر دیا۔ اشتر سبائی ہے۔
(۷) حضرت عمروؓ بن العاص اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے بالاتفاق فیصلہ کیا کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں کو معزول کر دیں اور خلافت کے معاملہ کو امت کے لئے چھوڑ دیں وہ جسے چاہیں منتخب کر لیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے دونوں کو معزول کر دیا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت علیؓ کو معزول کر دیا اور حضرت امیر معاویہؓ کو برقرار رکھا گویا حضرت عمروؓ بن العاص نے دھوکا دیا۔
یہ تمام باتیں جھوٹ ہیں اور حضرت عمرو بن العاص پہ بہتان ہیں۔
حضرت معاویہؓ کو معزول کرنے کی روایت بھی جھوٹ ہے۔ حضرت معاویہؓ خلیفہ ہی کب تھے جو اُن کے معزول کرنے کا سوال پیدا ہوتا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِبنَا العَاصِ مُؤْمِنَانِ عَمْرٌو وَهِشَامٌ (احمد عن ابی ہریرۃؓ ۱۵/۱۸۶ صحہ احمد شاکر۔ رواہ الحاکم ۳/۴۵۲ وصححہ ہو والذہبی)	العاص کے دونوں بیٹے عمروؓ (بن العاص) اور ہشام مؤمن ہیں۔

کیا اتنی بڑی شہادت کے بعد بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عمروؓ بن العاص دنیا دار، مکار، دغاباز اور بے حیا تھے۔ وہ دنیا دار، مکار، دغاباز اور بے حیا نہیں تھے دنیا دار، مکار، دغاباز اور بے حیا تو وہ دشمنانِ اسلام تھے جنہوں نے جھوٹی کہانیاں گھڑ کر صحابہ کرام کو بدنام کیا۔

حضرت معاویہؓ | حضرت معاویہؓ کے متعلق مندرجہ ذیل باتیں گھڑی گئیں:۔
(۱) حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت معاویہؓ سے کہا: "ہم نے دنیا کو اختیار کر لیا ہے۔"
حضرت معاویہؓ خاموش رہے۔ اس کی تردید نہیں کی۔

(۲) حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا: "حضرت علیؓ پر حضرت عثمانؓ کے خون کا الزام لگا کر جنگ شروع کر دی جائے۔" حضرت معاویہؓ نے ایسا ہی کیا۔

(۳) حضرت معاویہؓ نے کہا: "اللہ کی قسم میں (علیؓ اور) ان (کے ساتھیوں) کو پانی نہیں لینے دوں گا۔ وہ پیاسے مر جائیں جس طرح حضرت عثمانؓ پیاسے مر گئے۔"

(۴) حضرت علیؓ نے فرمایا: "ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ) ہم پر زبردستی خلیفہ بن گئے۔"

(۵) حضرت علیؓ نے فرمایا: "انہوں نے (یعنی حضرت معاویہؓ نے) مجبوراً اسلام قبول کیا۔"

(۶) حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: "حضرت علیؓ حق پر ہیں اور ان کے مخالف باطل پر ہیں۔"

حضرت معاویہؓ وغیرہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق پر فرمایا (جیسا کہ آگے آرہا ہے) تو پھر وہ باطل پر کیسے ہو گئے۔

(۷) حضرت علیؓ نے فرمایا: "ان کے سروں پر شیطان سوار ہے۔"

جب وہ الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق حق پر ہیں تو شیطان ان کے سروں پر کیسے سوار ہو گیا؟

(۸) حضرت علیؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم ان کے قائد ایام جاہلیت کے زیادہ قریب ہیں یعنی معاویہؓ...... میں انہیں اسلام کی دعوت دے رہا ہوں اور وہ مجھے بت پوجنے کی دعوت دے رہے ہیں۔

کتنا بڑا جھوٹ ہے۔

(۸) حضرت علیؓ نے فرمایا: "معاویہؓ نہ دین دار ہیں اور نہ قرآن والے..... وہ یہ تک نہیں جانتے کہ قرآن میں کیا لکھا ہے۔"

کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ یہ وہی معاویہؓ ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی تھی:۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ — اے اللہ معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا اور اس کے ذریعہ ہدایت دے۔

(ترمذی۔ کتاب المناقب۔ سندہٗ حسن)

کیا اس حدیث کے باوجود بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ بت پوجنے کی دعوت دے رہے تھے اور قرآن مجید کو برحق نہیں مانتے تھے۔

حضرت علیؓ کے متعلق مندرجہ ذیل باتیں بھی جھوٹ اور جعلی ہیں:۔

(۱) حضرت علیؓ نے فرمایا: "نہ تو میں یہ کہتا ہوں کہ حضرت عثمانؓ اس حالت میں قتل کئے گئے کہ وہ مظلوم تھے اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ اس حالت میں قتل کئے گئے کہ وہ ظالم تھے۔

معلوم نہیں کہ وہ پھر کس حالت میں قتل کئے گئے! دونوں حالتوں میں سے کسی ایک حال میں ان کا قتل ہونا لازمی ہے۔ کتنی بے سروپا بات ہے جو حضرت علیؓ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

(۲) حضرت علیؓ نے فرمایا: "وہ دونوں (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ) ہم پر زبردستی خلیفہ بن گئے۔ آلِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے زیادہ حقدار تھے۔

حضرت علیؓ کے مندرجہ ذیل قول کی روشنی میں مندرجہ بالا قول کا جعلی ہونا اظہر من الشمس ہے:

حضرت علیؓ نے فرمایا تھا: "ابوبکر صاحبِ غار ہیں۔ ہم ان کے شرف کو پہچانتے ہیں۔ ہم ان کو خلافت کا سب سے زیادہ حقدار سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز کے لئے امام بنایا تھا۔

(البدایہ والنہایہ جزء ۵ صفحہ ۲۵۰ وجزء ۶ صفحہ ۳۰۲) امام ابن کثیر فرماتے ہیں اس کی سند جید ہے۔

صحابہ کرام ہاشم نے کہا: حضرت عثمانؓ کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب نے، ان کے بیٹوں نے اور قرّاء نے قتل کیا ہے۔

صحابہ پر کتنا بڑا بہتان ہے۔

حضرت عمارؓ کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: عمارؓ کو باغی گروہ قتل کرے گا (صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمارؓ کو حضرت معاویہؓ کے ساتھیوں نے قتل کیا پھر اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ حضرت معاویہؓ باغی تھے لہٰذا حق پر نہیں تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ کا حق پر ہونا اس حدیث کی رو سے بالبداہت ثابت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:-

تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فُرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَقْتُلُهَا اَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج و صفاتہم جزء اول صفحہ ۳۴۲)

ایسے وقت میں جب کہ مسلمین (کی دو جماعتوں) میں افتراق ہوگا ایک فرقہ دین سے نکل جائے گا۔ اُس کو اُن جماعتوں میں سے وہ جماعت قتل کرے گی جو حق کے زیادہ قریب ہوگی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں حق پر تھے اگرچہ حضرت علیؓ حق کے زیادہ قریب تھے کیوں کہ دین سے نکل جانے والوں کو حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا۔

اس حدیث کی صراحت کے باوجود یہ کہنا کہ حضرت معاویہؓ باطل پر تھے یقیناً باطل ہے۔

باغی فرقہ سبائی فرقہ تھا جس نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا۔ یہی وہ باغی فرقہ ہے جس نے حضرت عمارؓ کو شہید کیا۔ اگر حضرت معاویہؓ باغی ہوتے تو سراسر باطل پر ہوتے حق پر بالکل نہ ہوتے۔

سبائی فرقہ یعنی باغی فرقہ حضرت علیؓ کی فوج میں شامل تھا اور ان کی طرف سے ہی لڑ رہا تھا۔ حضرت معاویہؓ اس باغی فرقہ کو قتل کرنا چاہتے تھے لہٰذا وہ فرقہ یقیناً حضرت معاویہؓ کا دشمن ہوگا۔ وہ

فرقہ حضرت معاویہؓ کا باطل پر ہونا ثابت کر کے ان کے ساتھیوں کو ان سے متنفر کرنا چاہتا تھا تاکہ حضرت معاویہؓ کو بری طرح شکست ہو اور قصاص کا مسئلہ ہی ختم ہو جائے۔

یہی باغی فرقہ تھا جو حضرت عمارؓ کو دھوکا دے کر لایا اور پھر خود ہی انہیں قتل کر کے قتل کا الزام حضرت معاویہؓ پر لگا دیا۔ اسی لئے حضرت معاویہؓ نے کہا تھا کہ عمارؓ کو انہوں نے قتل کیا جو انہیں لے کر آئے ہیں۔ دشمنوں نے بلا وجہ اس قول کو غلط رنگ دے دیا حالانکہ جو کچھ حضرت معاویہؓ نے کہا تھا حقیقت تھی۔

لڑائی یا کھیل شامی گھاٹ پر قابض تھے۔ انہوں نے عراقیوں کو پانی لینے سے روک دیا۔ کئی دن لڑائی ہوتی رہی۔ صبح کو لڑائی ہوتی اور شام کو لڑائی رک جاتی بالآخر شامیوں نے عراقیوں کے لئے گھاٹ خالی کر دیا۔

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی طرف سے روزانہ فوجی دستے نکلتے اور معمولی سی لڑائی کے بعد لوٹ جاتے۔ جب جنگ بند ہو جاتی تھی تو دونوں لشکر آپس میں ملتے تھے اور باتیں کرتے تھے۔

وہ جنگ کیا تھی ایک کھیل تھا۔ ناول نویسی میں اکثر کاغذی لڑائیاں ہی ہوتی ہیں۔ ناول نویس کے ذہن میں جنگ کا جو نقشہ پیدا ہوتا ہے وہ اُسے کاغذ پر ثبت کر دیتا ہے۔ پڑھنے والا یہ سمجھتا ہے واقعی لڑائی ہو رہی ہے حالانکہ لڑائی نہیں ہوتی۔ کھیل نما جنگ ناول نویس کے تصور ہی میں ہو سکتی ہے سطح زمین پر نہیں ہو سکتی۔

قاتلین عثمانؓ حضرت معاویہؓ کا مطالبہ یہ تھا کہ قاتلینِ عثمانؓ کو ہمارے حوالہ کر دیا جائے ہم بیعت کر لیں گے۔ بات تو بہت سیدھی تھی۔ حضرت علیؓ کو چاہیئے تھا کہ قاتلین عثمان کو ان کے حوالہ کر دیتے اور بآسانی پوری سلطنت کے حکمراں بن جاتے۔ قاتلینِ عثمانؓ سے اگر حضرت امیر معاویہؓ کا مقابلہ ہوتا تو حضرت علیؓ تو آرام سے رہتے۔ امیر معاویہؓ ان سے نبٹ لیتے۔ لیکن ایسا کیوں نہیں ہوا؟ اس کا جواب صرف اتنا ہی ہے کہ ناول نویسی میں حقائق نہیں ہوتے۔ فرضی باتیں ہوتی ہیں۔ کیونکہ صِفّین میں جو کچھ ہوا وہ محض ایک افسانہ ہے لہٰذا حضرت علیؓ کا قاتلین عثمانؓ کو حضرت معاویہؓ کے سپرد نہ کرنا محض افسانہ ہے۔ اگر یہ افسانہ نہ ہوتا تو حضرت علیؓ کے متعلق یہ تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ ایسی خلافِ عقل بات کرتے۔ خود ساختہ باتوں میں یہ بھی ایک خود ساختہ بات ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ قاتلین عثمان دس ہزار تھے یا بیس ہزار تھے لہٰذا ان کو حضرت معاویہؓ کے سپرد کرنا محال تھا تو یہ بھی لایعنی بات ہے۔ یہ حضرت علیؓ کا مسئلہ نہیں تھا، حضرت معاویہؓ کا مسئلہ تھا۔ جو کچھ ہوتا حضرت امیر معاویہؓ بھگتتے۔ مزید برآں قاتلینِ عثمانؓ کتنے بھی ہوں آخر وہ حضرت علیؓ کی فوج کا ایک حصّہ تھے۔ حضرت علیؓ کی فوج سے وہ نکل بھی جاتے تو بھی حضرت علیؓ کی بقیہ فوج ان کی تعداد سے کہیں زیادہ ہوتی۔ حضرت علیؓ بھی قصاص لینا چاہتے تھے وہ خود بھی ان سے مقابلہ کر سکتے تھے اور

انہیں بآسانی شکست دے سکتے تھے۔ بالکل اسی طرح حضرت معاویہؓ کی فوج بھی قاتلینِ عثمان کو بآسانی شکست دے سکتی تھی۔ حضرت علیؓ کی بقیہ فوج کو اگر لڑنا پڑتا تو کم و بیش ۲۰ ہزار آدمیوں سے لڑنا پڑتا، حضرت معاویہؓ کی فوج سے جو تقریباً ایک لاکھ تھی نہ لڑنا پڑتا اور یہ جنگ مقابلۃً آسان ہوتی۔ حضرت علیؓ نے ایک لاکھ فوج سے لڑنا پسند کیا اور ۲۰ ہزار کے مقابلہ سے ڈر گئے۔ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر حضرت علیؓ ان کو حضرت معاویہؓ کے حوالہ کر دیتے تو ان کے لئے ۲۰ ہزار سے مقابلہ کرنا بہ نسبت حضرت علیؓ کی فوج سے مقابلہ کرنے کے زیادہ آسان ہوتا۔ مگر ایسا کیوں نہیں ہوا۔ اس لئے نہیں ہوا کہ یہ محض افسانہ ہے۔

حضرت علیؓ بھی قصاص لینا چاہتے تھے اور حضرت معاویہؓ بھی قصاص لینا چاہتے تھے تو پھر کیا مشکل تھی کہ حضرت علیؓ قاتلین عثمانؓ کو حضرت معاویہؓ کے حوالہ کر دیتے، پھر دونوں مل کر قاتلینِ عثمانؓ سے مقابلہ کر کے انہیں قتل کر دیتے۔ یہ سب سے آسان بات تھی، ۲۰ ہزار قاتلینِ عثمانؓ جن میں تقریباً سب ہی منافق تھے وہ فریقین کی مشترکہ فوج سے جو سب کی سب مسلم تھی اور تعداد میں تقریباً دو لاکھ تھی مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ اگر مقابلہ ہوتا تو بڑا آسان ہوتا۔ زیادہ تر منافق ہی قتل ہوتے۔ یہ تو نہ ہوتا کہ منافق دونوں طرف کے مسلم مدافعین کو قتل کرتے۔ کیا حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں اتنا بھی تدبر نہیں تھا کہ اس مسئلہ کا آسان حل نکال لیتے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ بہادر تو تھے لیکن مدبر نہیں تھے اور حضرت معاویہؓ بہادر تو نہیں تھے لیکن مدبر تھے تو اگر دونوں مل جاتے تو شجاعت اور تدبر بھی مل جاتے پھر بآسانی یہ مسئلہ حل ہو جاتا۔ حیرت ہوتی ہے کہ آخر ایسا کیوں نہیں ہوا۔ اس کا پھر وہی جواب ہے کہ حقائق ہمارے سامنے نہیں آئے۔ افسانے ہمارے سامنے آئے۔ حقائق لکھنے والوں نے اس واقعہ کو کوئی اہمیت نہیں دی تو افسانہ نگاروں نے اپنے ذوق کو پورا کیا اور من گھڑت افسانے لکھ کر پھیلا دئے۔ مؤرخین نے افسانوی واقعات کو قلمبند کر لیا۔ خود تحقیق نہیں کی بلکہ بعد میں آنے والوں کی تحقیق کے لئے سارا مواد جمع کر دیا۔ افسوس کہ بعد میں آنے والوں نے خصوصاً دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنے والوں نے اس طرف توجہ نہیں کی اور جھوٹ کو دنیا میں پھیلا دیا۔ مستشرقین تو دشمن تھے ہی انہوں نے اس جھوٹ کے پھیلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اسکول اور کالج کے طلباء نے کوئی تحقیق نہیں کی اور دشمنانِ اسلام کی تحریروں کو حرفِ آخر سمجھا۔ انہیں تاریخی حقائق کا نام دیا اور اپنے اسلاف پر خود ہی برس پڑے۔ صحابہ کرام کو جن کی تعریف قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں ہے اور جن کے اخلاق و عادات کا صحیح اور مستند نقشہ آیات و احادیث میں ملتا ہے ان کو دشمنوں نے بدنام کیا اور کلمہ پڑھنے والوں نے شرم سے سر جھکا کر تسلیم کر لیا۔

خلاصہ | واقعہ بہت معمولی تھا جو قاتلینِ عثمان کی ریشہ دوانیوں کے نتیجے میں ایک بلوے کی صورت میں واقع ہوا اور ختم ہو گیا۔ واقعہ تحکیم بھی محض افسانہ ہی ہے۔ سبائی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوئے

تو انہوں نے خارجیوں کا روپ اختیار کیا۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے مابین پھر کیا ہوا اپنی تاریخ خاموش ہے اور اسی طرح خاموش ہے جس طرح صفین اور صفین کے قبل کے واقعات سے خاموش ہے۔ مسلمین کو چاہیئے کہ ان واقعات سے صرفِ نظر کریں، ان کی تفتیش اور چھان بین میں اپنا وقت خراب نہ کریں اور جس طرح سلف صالحین نے ان سے بے اعتنائی برتی وہ بھی بے اعتنائی برتیں اور وہ کام کریں جو اُن کے کرنے کا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضاء جوئی کے لئے صحیح ایمان و توحید کے ساتھ نیک عمل کریں اور اسلام کی ترقی اور ترویج کے لئے مسلسل جدوجہد کرتے رہیں۔ مسلمین کو چاہیئے کہ وہ کام کریں جن کے متعلق ان سے میدانِ محشر میں سوال ہوگا۔ جن کاموں، باتوں اور افسانوں کے متعلق ان سے سوال نہیں ہوگا ان کی طرف التفات کر کے اپنا وقت عزیز برباد نہ کریں۔

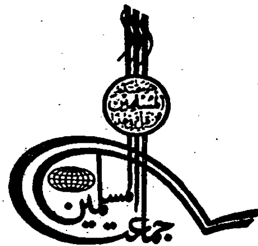
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم	صرف ایک	یعنی : اللہ تبارک وتعالیٰ	..	اللہ کے سوا کوئی نہیں
ہمارا امام	صرف ایک	یعنی : محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	..	فرقہ وارانہ امام نہیں
ہمارا دین	صرف ایک	یعنی : اللہ کا پسند کردہ دین اسلام	..	فرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام	صرف ایک	یعنی : اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین	..	فرقہ وارانہ نام نہیں
بنیاد محبت	صرف ایک	یعنی : اللہ تعالیٰ سے تعلق	..	دنیوی تعلقات نہیں
وجہ افتخار	صرف ایک	یعنی : ایمان باللہ العظیم	..	وطن اور زبان نہیں

اگر آپ ہماری اس دعوت سے متفق ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔
تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں۔

جماعت المسلمین



JAMAAT-UL-MUSLIMEEN [INDIA]

[Preaching pure and unadulterated Islam]

www.india.aljamaat.org

Flat #204, Saleem Masood Complex,
Nizam Colony, Toli chowki,
Hyderabad – 500 008 (A.P.)
Cell: 9246343676 / 7396620946